جنسِ سعید کی نبات پر بارانِ مسعود

المطر السعید علٰی نبت جنس السعید

۱۳۳۵ھ

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین و ملّت،

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

رسالہ ضمنیہ

۱۳۳۵ھ

المطر السعید علٰی نبت جنس الصعید

جنس صعید کی نبات پر بارانِ مسعود (ت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

سیدنا امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ہر اُس چیز سے کہ جنس ارض سے ہو تیمم روا ہے جبکہ غیر جنس سے مغلوب نہ ہو اور اُس کے غیر سے ہمارے جمیع ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک روا نہیں لہذا جنس ارض کی تحدید و تعدید درکار۔ اس میں چار مقام ہیں:

مقام اول تحدید۔

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی اعماق التنقیح والتحقیق (میں کہتا ہوں: اور توفیق خدا ہی کی جانب سے ہے اور اسی کی مدد سے تنقیح وتحقیق کی گہرائیوں تک رسائی ہے۔ ت) علمائے کرام نے بیان جنس ارض میں اُن آثار سے کہ اجسام میں نار سے پیدا ہوتے ہیں پانچ لفظ ذکر فرمائے ہیں:

(۱) احتراق (۲) ترمّد

(۳) لین (۴) ذوبان

(۵) انطباع

اوّلاً ان کے معانی اور ان کی باہم نسبتوں کا بیان، پھر کلمات علما میں جن مختلف صورتوں پر اُن کا ورود ہوا اُس کا ذکر پھر بیانات پر جو اشکال ہیں اُن کا ایراد پھر بتوفیقہ تعالٰی بقدر قدرت تنقیح بالغ وتحقیق بازغ وتبیین مقاصد ودفع ایرادات وتکمیل تحدید وابانت افادات کریں وباللہ التوفیق۔

بیانِ معانی الفاظِ خمسہ:

احتراق: جلنا، اشیائے مطعومات میں اس کا اطلاق اُس صورت پر آتا ہے کہ شَے اثرِ نار سے کُلاً یا بعضاً فاسد و خارج عن المقاصد ہو جائے کھانا پکنے کو احتراق نہ کہیں گے بلکہ طبخ و نضج و ادراک۔ ان کے غیر میں کبھی آگ سے مجرد تأثر قوی کو احتراق کہتے ہیں اگرچہ اُس سے اجزا و مقاصد شے برقرار رہیں جیسے زمین سوختہ کہ اثرِ نار سے بشدت گرم ہو کر سیاہ ہو گئی در مختار میں ارضِ محترقہ کا مسئلہ ذکر فرمایا کہ اُس سے تیمم جائز ہے۔ طحطاوی و شامی نے کہا:

اذا احرق ترابہا من غیر مخالطۃ حتی صارت سوداء جاز لان المتغیر لون التراب لا ذاتہ[1]۔

جب زمین کی مٹی کسی اور ملنے والی چیز کے بغیر اس حد تک جلادی گئی ہو کہ سیاہ بن گئی ہو تو اس سے تیمم ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس سے محض مٹی کے رنگ میں تغیر آیا ہے حقیقت اور ذات میں تبدیلی نہیں (ت)

بلکہ ایسی اشیاء میں کبھی مقصود کے لیے مہیا ہو جانے کو جسے مطعومات میں پک جانا کہتے تھے احتراق بولتے ہیں اسی باب سے ہے احراق احجار و تکلیس یعنی اُن کا چونا بنانا۔

ترمّد: راکھ ہو جانا۔

اقول احتراق کی چار صورتیں ہیں، انتفا، انطفا، انتقاص کہ دو قسم ہو جائے گا۔

انتفا یہ کہ شے جل کر بالکل فنا ہو جائے جیسے رال، گندھک، نوشادر۔

انطفا یہ کہ بعد عملِ نار اُس کے سب اجزا برقرار رہیں یہ احتراق ارض ہے اگر وہاں خارج سے پانی کی کوئی نم تھی کہ خشک ہو گئی تو وہ کوئی جزء زمین نہ تھی۔

انتقاص یہ کہ نار اُس کے اجزاء رطبہ و یابسہ میں تفریق کر دے اور جسم کا حصہ باقی رہے۔ اُس صورت میں اگر رطوبات بہت قلیل تھیں عملِ نار سے حجم جسم میں فرق نہ آیا نہ پہلے سے بہت ضعیف ہو گیا تو یہ تکلیس احجار ہے ورنہ ترمّد۔ اس میں اگر رطوبات کثیرہ سب فنا ہونے سے پہلے آگ بجھ گئی کہ آئندہ بوجہ بقائے رطوبت دوبارہ جلنے کی صلاحیت رہی تو فحم، انگشت، کوئلا ہے ورنہ رماد، خاکستر، راکھ۔ اس میں غالباً اجزاء بکھر جاتے ہیں یا چھوئے سے بکھر جائیں گے کہ آگ بالکل تفریق اتصال کر چکی والعیاذ باللہ تعالٰی منہا (اللہ تعالٰی کی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔ ت) محاورۂ عامہ میں اکثر اسی کو رماد کہتے ہیں۔

---

[1] ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۷

لین: نرم پڑنا۔ یہ تضیج وطبخ کو بھی شامل ہے کہ ہر شے پک کر اپنی حالت خامی سے نرم ہو جاتی ہے بلکہ تکلیس کو بھی کہ چونا بھی اپنے پتھر سے نرم ہوگا۔

اقول اس میں کُلًّا یا بعضًا[عـه۱] بقائے جسم شرط ہے بھڑک ہو کر فنا ہو جانا نرم ہونا نہیں، نیز یہ بھی لازم کہ اگرچہ گرہ قدرے سُست ضرور ہُوئی کہ پہلی سی باہم گرفت وصلابت نہ رہی مگر جسم کہ منجمد تھا اپنے انجماد پر رہے نہ یہ کہ پانی[عـه۲] ہوکر بہ جائے، بہ جانے کو نرم پڑنا نہ کہیں گے۔

ذوبان: پگھل جانا۔

اقول: یہ وُہ صورت ہے کہ اجزائے موجودہ[عـه۳] کی گرہ قریب انحلال ہے نہ تو پُوری کُھل گئی کہ اثرِ نار سے ان میں کے رطبہ یابسہ کو چھوڑ کر اُڑ جائیں نہ وہ گرفت رہی کہ جسم کی مٹھی اگرچہ نرم پڑ گئی ہو بندھی رہے جو صورت تکلیس اجار میں تھی لہذا یہ اجزائے رطبہ فراق چاہ کر اُڑنا چاہتے ہیں کہ آگ کی گرمی اسی کی مقتضی اور گرہ بہت سُست ہوگئی لیکن اجزائے یابسہ انھیں نہیں چھوڑتے کہ ہنوز تماسک باقی ہے اس کشمکش میں روانی تو ہُوئی مگر مع بقائے اتصال زمین ہی پر رہی اس نے صورتِ سیلان پیدا کی۔

انطباع: یہ لفظ اگرچہ عربی ہے مگر زبان عرب پر نہیں، نہ اُن سے کبھی منقول ہُوا لہذا قاموس، محیط حتی کہ تاج العروس کے مستدرکات تک اس کا پتا نہیں، ہاں فقہائے کرام نے اُس کا استعمال فرمایا، جس کا پہلا سُراغ امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تک چلتا ہے، شیخ الاسلام غزی نے اس کے معنے فرمائے: پارہ پارہ و نرم ہونا۔ طحطاوی علی الدر المختار و ردالمحتار میں ہے: قولہ ولا ینطبع ھو ما یقطع

عـه۱ یہ تعمیم اس لیے کہ فنائے بعض اجزا جس طرح تکلیس وترمّد میں ہے لین باقی کے منافی نہیں۔ (م)

عـه۲ یعنی وہی جس قدر بعد احتراق باقی ہے کل خواہ بعض ۱۲ منہ (م)

عـه۳ اس کے بعد بحمداللہ تعالٰی ہم نے شرح مقاصد میں دیکھا کہ عدم سیلان کو لین میں شرط فرمایا۔

حیث قال اللین کیفیۃ تقتضی قبول الغمز الی الباطن ویکون للشیئ بھا قوام غیر سیال ۱۲ منہ غفرلہ (م)

ان کے الفاظ یہ ہیں، لین (نرمی) ایسی کیفیت ہے جو اندر کی جانب دباؤ قبول کرلینے کی مقتضی ہوتی ہے اور اس کیفیت کی وجہ سے شے کا ایک غیر سیّال قوام ہوتا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عـه۴ احتراز ہے ان اجزا سے کہ جل کر اُڑ گئے کہ ان کی گرہ ضرور کھل گئی ۱۲ منہ غفرلہ (م)

ویلین کالحدید منح[1] (اس کا قول "ولا ینطبع" یہ وہ ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو اور نرم ہوجائے جیسے لوہا، منح۔ت)

اقول اس سے تو یہ ظاہر کہ لین معنی انطباع میں داخل اور اُس کا جز ہے لیکن اُن سے پہلے علامہ مولٰی خسرو[ع] نے انطباع کو خود لین سے تفسیر فرمایا جس سے روشن کہ دونوں ایک چیز ہیں، غرر و درر میں ہے: (وھو لا ینطبع) ای لا یلین[2] (یعنی نرم نہ ہو۔ت) علامہ ابن امیر الحاج حلبی نے جنس ارض میں نفی انطباع ولین دو جگہ لکھ کر غیر جنس میں فقط لین کا نام لیا۔ حلیہ میں ہے:

قال مشایخنا جنس الارض مالا یحترق بالنار فیصیر رمادا ومالا یلین ولا ینطبع ویدخل فیمالا یلین ولا ینطبع ولا یحترق الیاقوت وما احترق بالنار اولان بھا فلیس من جنس الارض[3]۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا جنس ارض وہ ہے جو آگ سے جل کر راکھ نہ ہوجائے اور جو نرم نہ ہو اور منطبع نہ ہو۔ یاقوت بھی انہی چیزوں میں داخل ہے جو نہ نرم ہوتی ہیں نہ منطبع ہوتی ہیں نہ جلتی ہیں۔۔۔۔ اور جو آگ سے جل جائے یا اس سے نرم ہوجائے وہ جنسِ ارض سے نہیں۔(ت)

یہ اس عینیت وجزئیت اور ان کے علاوہ لزوم کو بھی محتمل یعنی لین لازم انطباع ہو کر جب کہہ دیا کہ جو آگ پر نرم پڑے جنسِ ارض نہیں اس سے خود ہی معلوم ہوا کہ جو منطبع ہو جنسِ ارض نہیں کہ تینوں تقدیروں پر ہر منطبع میں لین ضرور ہوگا اور اسے نفی جنسیت کرچکے مگر صدر کلام میں لین پر انطباع کا عطف ہے اور اسی طرح شرح نقایہ برجندی میں زاد الفقہاء سے ہے: یلین وینطبع[4] (نرم اور منطبع ہو۔ت) یہ عینیت کی تضعیف کرتا ہے کہ عطف تفسیری میں معطوف زیادہ مشہور و معروف چاہئے نہ کہ بالعکس لین میں کیا خفا تھی کہ اُسے تفسیر کیا اور کاہے سے انطباع سے جس کے معنی میں یہ کچھ خفا ہے۔ باقی کتب کثیرہ مثل تحفۃ الفقہاء و بدائع ملک العلماء وکافی ومستصفے وجوہرہ نیرہ و غنیہ وبحر ومسکین وایضاح وہندیہ میں اس کا عکس ہے ینطبع ویلین[5] (منطبع اور نرم ہو۔ت) یہاں برتقدیر عینیت عطف تفسیری بے تکلف بنتا ہے اور برتقدیر جزئیت ولزوم بعد انطباع ذکر لین لغو

ع: انھیں کا اتباع اخی چلپی نے کیا کما سیأتی (جیسا کہ آگے آئیگا۔ت) ۱۲ منہ غفرلہ (م)

---

[1] رد المحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۶

[2] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مطبعۃ فی دار السعادۃ احمد کامل الکائنۃ ۱/۳۱

[3] حلیہ

[4] شرح نقایۃ برجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۷

[5] فتاوٰی ہندیۃ فصل اول من التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۶

رہتا ہے عنایہ میں سب سے جُدا او ینطبع او یلین[1] ـــــــــ بحرفِ تردید ہے کہ یہ منطبع ہو یا نرم پڑے، یہ عطف تفسیری کی رگ کاٹتا ہے۔ غرض ان مفادات میں امر مشوش ہے۔

واقول تحقیق یہ ہے کہ انطباع طبع سے ماخوذ ہے طبع بمعنے عمل وصنعت ہے۔ قاموس و تاج العروس میں ہے:

(و) الطبع ابتداء صنعة الشیٔ یقال طبع الطباع (السیف) او السنان صاغه (و) السکاك (الدرھم) سکه (و) طبع (الجرة من الطین عملها)[2]

طبع ـــ کسی چیز کے بنانے کی ابتداء ـــ کہا جاتا ہے طبع الطباع السیف او السنان (ڈھالنے والے نے تلوار یا نیزہ ڈھالا یعنی بنایا) اور السکاك الدرھم یعنی سکہ ساز نے درہم بنایا ـــ اور طبع الجرة من الطین یعنی مٹی سے گھڑا بنایا۔ (ت)

توانطباع بمعنی قبول صنعت ہے یعنی شے کا قابلِ صنعت ہوجانا کہ وہ جس طرح گھڑنا چاہے گھڑ سکے جس سانچے میں ڈھالنا چاہے ڈھل سکے اور یہ نہ ہوگا مگر بعد لین ونرمی تو لین اس کا عین ہے نہ جز بلکہ اس کی علت اور گھڑنے کی صورت میں اُسے لازم ہے جیسے سونے چاندی لوہے کا آگ سے نرم ہوکر ہر قسم کی گھڑائی کے قابل ہوجانا اور ڈھالنے کی صورت میں ذوبان اس کی علت اور اُسے لازم ہے جیسے سونے چاندی کو چرخ دے کر روپیہ اشرفی اینٹ بنانا، مغرب میں ہے:

قول شمس الائمة السرخسی مایذوب و ینطبع ای یقبل الطبع وھذا جائز قیاسا وان لم نسمعه[3]

شمس الائمہ سرخسی کی عبارت ہے، مایذوب وینطبع یعنی جو پگھلے اور ڈھلائی قبول کرے۔ قیاسًا یہ جائز ہے اگرچہ ہم نے اسے نہ سنا۔ (ت)

اقول عند التحقیق کلام شیخ الاسلام تمرتاشی کا بھی یہی مفاد۔ بُرُظاہر کہ بالفعل پارہ پارہ ہو جانا مراد نہیں بلکہ اس کی قابلیت، اور وہ دو طور پر ہوتی ہے ایک یہ کہ چیز سخت ہو کر ضرب سے بکھر جائے جیسے کھنگر یہ انطباع نہیں بلکہ جیسے پاروں میں تقسیم چاہیں اُن پر منقسم ہونا ولہذا یتقطع (پارہ پارہ ہو۔ت) نہ فرمایا بلکہ یقطع (پارہ پارہ کیا جائے۔ت) اور یہ نہ ہوگا مگر بصورت لین ولہذا و یلین (اور نرم پڑے۔ت) اضافہ فرمایا کہ قابلیت صنعت بوجہ لین پر دلالت کرے واللہ الموفق (اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔ت) شاید یہی نکتہ ہے

---

[1] العنایة مع الفتح باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۱۲

[2] تاج العروس فصل الطاء من باب العین احیاء التراث العربی بیروت ۵/۴۳۸

[3] المغرب

کہ منیۃ نے اپنے متبوع دُرر کے قول سے عدول فرمایا و اللہ تعالٰی اعلم۔

تنبیہ: ہماری تقریر سے واضح ہُوا کہ مٹی بھی منطبع ہوتی ہے ابھی قاموس سے گزرا، طبع الجرۃ من الطین[1] (مٹی سے گھڑا بنایا۔ ت) مگر یہاں مراد وُہ ہے جس کی صلاحیت آگ سے نرم ہو کر پیدا ہوتی ہو ولہذا فتح القدیر میں فرمایا: اذا احرق لاینطبع[2] (جب جلایا جائے تو منطبع نہ ہو۔ ت) مراقی الفلاح میں ہے: ینطبع بالاحراق[3] (جلانے سے منطبع ہو۔ ت) عامۂ علما نے کہ یہاں منطبع مطلق چھوڑا ہے اُس سے یہی منطبع بالنار مراد ہے جس طرح لین و ذوبان کو بھی اکثر نے مطلق رکھا اور مراد وہی ہے کہ نار سے ہو ورنہ پانی میں مٹی بھی گلتی پگھلتی ہے۔

بیانِ نسب: احتراق و ترمّد میں نسبت اوپر گزری کہ ترمّد اُس سے خاص اور اُسی کی چار صورتوں سے ایک صورت ہے۔ رہے باقی تین **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) ان میں لین و ذوبان اُن معانی پر کہ ہم نے تقریر کیے خود متباین ہیں مگر یہاں کلام اُن کی صلاحیت میں ہے کہ جو اُس کے صالح ہو جنسِ ارض سے نہیں بحسبِ صلاحیت لین دونوں سے عام ہے جو ذائب ہو گا پہلے نرم ہی ہو کر ذائب ہو گا یونہی سخت چیز میں گھڑنے کی صلاحیت نرمی ہی سے آئے گی اور جو آگ سے نرم ہو سکے یہ ضرور نہیں کہ یہ بھی سکے یا گھڑنے ڈھالنے کے بھی قابل ہو سکے جیسے چُونے کا پتھر وغیرہ احجار خلاصہ اور ذوبان و انطباع میں عموم و خصوص من وجہ ہے سونا چاندی ذائب بھی ہیں اور منطبع بھی، اور جما ہُوا گھی ذائب ہے منطبع نہیں اور شکّر کا قوام منطبع ہے ذائب نہیں چھوٹے بتا سے اور مختلف پیمانوں کے بڑے اور رنگ برنگ صورتوں تصویروں کے کھلونے بنتے ہیں آنچ سے ہی قوام ان انطباعوں کے قابل ہوتا ہے مگر آگ سے بہے گا نہیں جل جائیگا۔ ہاں جو چیز آگ پر صابر ہو نہ فنا ہو نہ راکھ جیسے فلزات بظاہر وہاں انطباع و ذوبان متلازم ہوں کہ جب نار سے نرم ہُوئی تو اس کے اشتداد و امتداد سے شیأً فشیأً نرمی کا ازدیاد ہوتا ہُوا انتہا ذوبان پر ہو گی حتی کہ فولاد میں اگرچہ بتدابیر کما فی شرح[ع] المواقف والمقاصد

ع۵ فان قیل الحدید لایذوب وان کان یلین قلنا یمکن اذابتہ بالحیلۃ[4] اھ شرح المواقف۔ الذوبان فی غیر الحدید ظاہر اما فی الحدید فیکون بالحیلۃ اھ شرح المقاصد[5] ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اگر یہ کہا جائے کہ لوہا پگھلتا نہیں اگرچہ نرم ہو جاتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ لوہا بھی فی الجملہ کسی تدبیر سے پگھلایا جاسکتا ہے اھ شرح مواقف۔ لوہے کے علاوہ میں تو پگھلنا ظاہر ہے رہا لوہا تو اس میں بھی تدبیر سے ہو سکتا ہے اھ شرح المقاصد ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] القاموس المحیط فصل الطاء، باب العین مطبع مصطفی البابی مصر ۶۰/۳
[2] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱۱۲/۱
[3] مراقی الفلاح مع الطحطاوی باب التیمم مطبعۃ ازہریۃ مصر ص ۶۹
[4] شرح المواقف القسم الرابع ۱۶۳/۷ [5] شرح المقاصد المحدث الاول ۳۰۳/۱

(جیساکہ شرح مواقف وشرح مقاصد میں ہے۔ ت) اور ممکن کہ خالق عزّوجل نے بعض یہ محکم الترکیب بنائی ہوں کہ آگ سے صرف نرم ہوسکیں اُن کے پانی کر دینے پر آگ کبھی قادر نہ ہو واللہ تعالٰی اعلم۔

بیان تنوع کلمات علما واشکالات: اوصاف خمسہ مذکورہ کے عدم سے جنس ارض یا وجود سے اُس کے غیر کی پہچان بنانے میں کلماتِ علما چودہ[۱۴] وجہ پر آئے،

(۱) بعض نے صرف انطباع لیا کہ جس میں یہ نہیں وہ جنس ارض ہے شرح نقایہ علامہ برجندی میں ہے،

ذکر الجلابی ان جنس الارض کل جزء منہ لاینطبع[۱]

جلابی نے ذکر کیا ہے کہ جنس ارض ہر وہ جزء ہے جو منطبع نہ ہو۔ (ت)

اقول یہ ظاہر البطلان ہے کہ لکڑی کپڑے ناج ہزاروں چیزوں پر صادق۔

فان قلت قد اخرجہا بقولہ کل جزء منہ ای من الارض ذکر الکنایۃ تسامحا او باعتبار انہ مذکور۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ انھوں نے بکل جزء منہ (یعنی ہر جزء زمین) کہہ کر ان سب چیزوں کو خارج کردیا ہے اور منہا کی بجائے منہ مذکر کی ضمیر تسامحاً یا مذکور کا اعتبار کرکے لائے ہیں۔

اقول اولا ضاع قولہ لاینطبع فلیس جزء منہا لینطبع بالنار۔

اقول اولاً یہ ہو تو ان کا قول "لاینطبع" (منطبع نہ ہو) بیکار ہوجائیگا اس لیے کہ زمین کا کوئی جز ایسا نہیں جو آگ سے منطبع ہو۔

وثانیا یعود حاصلہ ان جنس الارض کل جزمنہا وھذا تعریف شئ بنفسہ فانما الشان فی معرفۃ ان ای شئ من اجزائہا۔

ثانیاً اس تعریف کا حاصل یہ نکلے گا کہ جنسِ زمین، زمین کا ہر جز ہے۔ اور یہ گویا کہ شئ کی تعریف خود اسی شے سے کرنا ہے اس لیے کہ یہاں تو یہی جاننا مقصود ہے کہ کون سی شے زمین کا جز ہے۔ (ت)

(۲) صرف ترمّد کہ جو چیز جل کر راکھ نہ ہو جنس ارض ہے نافع شرح قدوری میں ہے، جنس الارض مااذا احترق لایصیر رماداً[۲] (جنسِ زمین وُہ ہے جو جل کر راکھ نہ ہو۔ ت)

---

[۱] شرح النقایہ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۷

[۲] نافع شرح قدوری

اقول یہ بھی فلزات مثلاً سونے، چاندی، فولاد نیز تیل، گھی، دودھ وغیرہا لاکھوں اشیاء پر صادق۔ اگر کہیے سونے چاندی کا کشتہ اُن کی راکھ ہے **اقول اولاً** یہ راکھ کے معنی سے ذہول ہے جو ہم نے بیان کئے **ثانیاً** عقیق ویاقوت کا بھی کشتہ ہوتا ہے تو وہ بھی جنسِ ارض نہ ہوں حالاں کہ بے شک ہیں کما سیأتی (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ت)

(٣) انطباع وترمّد کہ جو منطبع یا خاکستر ہو جنس ارض سے نہیں، فتح القدیر میں ہے:

قیل ما کان بحیث اذا احرق بالنار لا ینطبع ولا یترمد فھو من اجزاء الارض[1] اھ. **اقول** ولا یرید التزییف فقد اقرہ وفرع علیہ۔

کہا گیا جو ایسا ہو کہ آگ سے جلایا جائے تو نہ منطبع ہو نہ راکھ ہو تو وہ زمین کا جز ہے اھ ____ **اقول** (قیل "کہا گیا" سے اس معنی کو ذکر کرکے اس کی خرابی وکمزوری بتانا مقصود نہیں کیوں کہ انہوں نے اس قول کو برقرار رکھا ہے اور اس پر تفریع بھی کی ہے۔ (ت)

جامع المضمرات پھر جامع الرموز میں ہے:

جنس الارض مما لا یحترق فیصیر رمادا او ینطبع[2]۔

جنسِ زمین وہ ہے جو جل کر راکھ یا منطبع نہ ہو۔ (ت)

مراقی الفلاح میں ہے:

الضابطۃ ان کل شیئ یصیر رمادا او ینطبع بالاحراق لایجوز بہ التیمم والاجاز[3]۔

ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو جلانے سے راکھ ہوجائے یا منطبع ہوجائے اس سے تیمم جائز نہیں اور ایسی نہ ہو تو جائز ہے۔ (ت)

تنویر الابصار میں ہے:

بمطھر من جنس الارض فلا یجوز بمنطبع ومترمد ومعادن[4]۔

جنسِ زمین کی کسی پاک کرنے والی چیز سے (تیمم ہوگا) تو منطبع ہونے والی اور راکھ ہونیوالی چیز اور معدنوں سے جائز نہیں۔ (ت)

---

[1] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ١/١١٢
[2] جامع الرموز " مطبعہ کریمیہ قزان (ایران) ١/٦٩
[3] مراقی الفلاح " مطبعہ ازہریہ مصر ص ٦٨
[4] الدر المختار مع الشامی باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ١/١٧٥ تا ١٧٦

اقول پہلی تین عبارتوں میں احراق سے مجرد عمل نار مراد ہے اور اخیر میں معادن سے فلزات ورنہ کبریت و زرنیخ و مردار سنگ و توتیا کے بھی معادن ہیں اور ان سے جواز تیمم مصرح کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب آرہا ہے۔ ت)

(۴) لین و ترمّد کہ جو آگ سے نرم پڑے یا راکھ ہو جنس ارض نہیں۔ غنیہ میں ہے: ھو ما یلین بالنار او یترمد[1] (یہ وہ ہے جو آگ سے نرم ہو یا راکھ ہو جائے۔ ت)

(۵) امام اکمل الدین نے ان پر انطباع کا اضافہ فرمایا کہ یا منطبع ہو، عنایہ میں ہے:

قیل کل ما یحترق بالنار فیصیر رمادا او ینطبع او یلین فلیس من جنس الارض[2] ۔ کہا گیا ہر وہ چیز جو آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا منطبع یا نرم ہو وہ جنس زمین سے نہیں۔ (ت)

اقول جب مجرد لین کافی تو اضافہ انطباع بیکار کہ انطباع بے لین نامتصور۔ لاجرم اس کا مفاد عبارت چہارم سے زائد نہیں۔

(۶) علامہ ابن امیر الحاج حلبی نے جانب جنس میں مثل عنایہ ترمد و لین و انطباع لیے کہ جس میں یہ نہ ہوں وہ جنس ارض سے ہے اور جانب غیر میں احتراق و لین کہ جس میں ان سے کوئی ہو غیر جنس ہے وقد قدمت عبارت حلیتہ (ان کی کتاب "حلیہ" کی عبارت گزر چکی۔ ت)

اقول جملہ ثانیہ بلکہ ایک جگہ اولٰی کے بیان میں بھی ذکر احتراق پر اقتصار کا یہ عذر واضح ہے کہ مطلق اُسی مقید ترمد پر محمول مگر ثانیہ میں ترک ذکر انطباع معین کر رہا ہے کہ مجرد لین بھی جنس ارض سے اخراج کو بس ہے تو یہاں بھی مثل عنایہ ذکر انطباع ضائع اور عبارت عبارت چہارم کی طرف راجع۔

ع وقال بعدہ کالذھب والفضۃ والحدید وغیرھا مما ینطبع ویلین بالنار اھ وذلک ما قدمنا عنھا عند بیان معنی الانطباع ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اس کے بعد فرمایا: جیسے سونا، چاندی، لوہا وغیرہ ایسی چیز جو آگ سے منطبع اور نرم ہو اھ یہ وہی ہے جو غنیہ کے حوالہ سے ہم نے انطباع کا معنی بیان کرتے ہوئے پہلے ذکر کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] غنیۃ المستملی باب التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۶

[2] العنایۃ مع فتح القدیر " نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۱۲

[3] غنیۃ المستملی " سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۶

(۷ و ۸) بہت اکابر نے لیے تو یہی اوصاف ثلثہ مگر ترمُّد کو ایک شق کیا اور لین وانطباع کو واو عاطفہ سے ملا کر دوسری شق۔ پھر بعض نے تولین وانطباع کہا۔ برجندی میں زاد الفقہا سے ہے:

ما یحترق بالنار ویصیر رمادا او یلین و ینطبع فلیس من جنس الارض وما عداھما من جنسہا[1]۔

ہر وہ چیز جو آگ سے جل جائے اور راکھ ہو جائے یا نرم اور منطبع ہو جائے وہ جنسِ زمین سے نہیں اور ان دونوں کے ماسوا جنسِ زمین سے ہیں۔ (ت)

اور اکثر نے انطباع ولین۔ بدائع امام ملک العلما میں ہے:

کل مایحترق فیصیر رمادا او ینطبع ویلین فلیس من جنس الارض وماکان بخلاف ذلک فہو من جنسہا[2]۔

ہر وہ چیز جو جل کر راکھ ہو جائے یا منطبع اور نرم ہو جائے وہ جنسِ زمین سے نہیں اور جو اس کے برخلاف ہو وہ جنسِ زمین سے ہے۔ (ت)

یونہی ہندیہ میں بالفاظہا لے کر مقرر رکھا بعینہٖ یہی الفاظ البحر الرائق میں امام ابوالبرکات نسفی کی مستصفی سے ہیں غیر ان فی اٰخرھا وماعدا ذلك فہو من جنس الارض[3] (فرق یہ ہے کہ اس کے آخر میں "وماعدا ذلك فہو من جنس الارض" ہے۔ معنی وہی ہے۔ ت)

ایضاح علامہ وزیر میں تحفۃ الفقہا امام اجل علاء الدین سمرقندی سے ہے:

القانون الفارق بین جنس الارض وغیرھا ان کل مایحترق فیصیر رمادا او ینطبع ویلین فلیس من جنس الارض[4]۔

جنسِ زمین اور اس کے علاوہ میں فرق وامتیاز کا قاعدہ یہ ہے کہ جو بھی جل کر راکھ ہو جائے یا منطبع اور نرم ہو جائے تو وہ جنسِ زمین سے نہیں۔ (ت)

جوہرہ نیرہ میں ہے:

ھو ما اذا طبع لاینطبع ولایلین واذا احرق لایصیر رمادا[5]۔

جنسِ زمین وہ ہے کہ ڈھالا جائے تو نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو اور جب جلایا جائے تو راکھ نہ ہو۔ (ت)

---

[1] شرح النقایۃ للبرجندی فصل التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۷
[2] بدائع الصنائع فصل مایتیمم بہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۳
[3] البحر الرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۷
[4] رد المحتار ″ مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۵
[5] الجوہرۃ النیرۃ ″ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۲۵

اقول انطباع ولین میں حرف واو اور اُن میں او ر ترمّد میں حرف اَوْ خصوصاً اس اطباق کے ساتھ بنگاہِ اولین یقین دلاتا ہے کہ یا تو لین و انطباع شے واحد ہیں یا اس شوق میں دونوں کا اجتماع مقصود یعنی جو راکھ ہو یا جس میں انطباع ولین دونوں جمع ہوں وہ جنسِ ارض نہیں اور ایک ضعیف و بعید احتمال یہ بھی ہے کہ واو بمعنی اَوْ ہو مگر اُن میں کوئی خالی از اشکال نہیں۔

فاقول اوّل صراحۃً باطل ہم روشن کر آئے کہ لین و انطباع متحد نہیں معہذا بحال تقدیم لین یہ عطف تفسیری معکوس ہوگا بہرحال اب یہ عبارات بھی جانب چہارم عود کریں گی۔

دوم پر لین لغو رہا کہ انطباع بے لین متصور نہیں بلکہ بحال تقدیم انطباع اس باطل کا ایہام ہو اکہ کبھی انطباع بے لین بھی ہوتا ہے لہذا اجتماع لین سے مشروط کیا اور بعد تنقیح حاصل صرف اتنا ہوا کہ ترمد ہو یا انطباع اور عبارات کے لیے عبارت سوم کی طرف ارجاع۔

سوم پر ذکر انطباع فضول رہا کہ مجرد لین کافی اور وہ انطباع کو لازم یہ بھر عبارت چہارم کی طرف عود کرگیا۔

(**۹**) علامہ شلبی نادہ رومی نے ان تین میں لین کی جگہ ذوبان لیا اور وہی ایک شق ترمد اور دوسری شق ذوبان و انطباع۔

قدم منهما الانطباع وفی کلام شمس[عہ] الائمة السرخسی یذوب و ینطبع[۱] کما مر عن المغرب۔

انہوں نے ان دونوں سے انطباع کو پہلے رکھا ہے اور شمس الائمہ سرخسی کے کلام میں "یذوب و ینطبع" (پگھلے اور منطبع ہو) ہے، جیسا کہ مغرب کے حوالہ سے گزرا۔ (ت)

اقول ولا یختلفان ههنا

اقول یہ دونوں یہاں مختلف ہیں کیونکہ

عہ ومثله فی الخانیة وفی خزانة المفتین عن الظهیریة لا یجوز التیمم بکل مایذوب و ینطبع[۲] اھ ۱۲ منه غفرله (م)

اس کے مثل خانیہ میں ہے اور خزانۃ المفتین میں ظہیریہ کے حوالے سے یہ الفاظ ہیں کہ تیمم ہر اس چیز سے جائز نہیں جو پگھلے اور منطبع ہو ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[۱] المغرب

[۲] خزانۃ المفتین فصل فی التیمم قلمی نسخہ ۱/۱۲

لان بینهما عموما من وجه۔ دونوں میں عموم من وجہ ہے۔ (ت)

مجمع الانہر میں ہے:

کل شیئ یحترق ویصیر رمادا لیس من جنس الارض وکذلك کل شیئ ینطبع ویذوب[1]۔ ہر وُہ چیز جو جل جائے اور راکھ ہوجائے وُہ جنس زمین سے نہیں اور ایسے ہی ہر وُہ چیز جو منطبع ہو اور پگھلے۔ (ت)

اقول: یہاں بھی بدستور تین احتمال اور تینوں پر اشکال۔

اوّل: ذوبان وانطباع ایک ہوں تو حاصل ترمّد و ذوبان ہوگا۔

اقول مگر اتحاد باطل کما علمت (جیسا کہ معلوم ہوا۔ ت)

دوم: دونوں کا اجتماع شرط ہو تو حاصل یہ کہ غیر جنسِ ارض وُہ ہے جو راکھ ہوسکے یا انطباع و ذوبان دونوں کی صالح ہو۔

سوم: ضعیف واجیداعنی جس میں ترمّد یا ذوبان یا انطباع ہو جنسِ ارض نہیں۔

اقول ان دونوں پر نصوص تو آگے آتے ہیں اِن شاء اللہ تعالٰی اور ثالث کا ضعف وبعد یوں روشن کہ غیر جنس ارض کے لیے دو قانون بنائے ایک میں ترمّد رکھا، دوسرے میں انطباع و ذوبان کو بحرف واو جمع کیا تو متبادر یہی کہ یہ دونوں قانون واحد میں ہیں۔

(۱۰) امام فخر الملۃ والدین زیلعی نے بالکل مثل نہم فرمایا صرف غیر جنس کا ایک اور قانون بڑھایا کہ جسے زمین کھالے یعنی ایک مدت پر کہ ہر شے کے مناسب مختلف ہوتی ہے اس میں اثر کرتے کرتے خاک کردے۔

تبیین الحقائق میں ہے:

الفاصل بینہما ان کل شیئ یحترق بالنار ویصیر رمادا لیس من جنس الارض وکذا کل شیئ ینطبع ویذوب بالنار وکل شیئ تاکلہ الارض لیس من جنسہا[2] اھ واثرہ الفاضل اخی چلپی بلفظۃ قیل مقرا وقال فی اٰخرہ ھذا زبدۃ کلام الزیلعی[3] اھ فقد یوھم من لم یراجع التبیین انہ

دونوں کے درمیان فرق وامتیاز یُوں ہوتا ہے کہ ہر وُہ چیز جو آگ سے جل جائے اور راکھ ہوجائے وُہ جنسِ زمین سے نہیں، ایسے ہی ہر وُہ چیز جو آگ سے منطبع ہو اور پگھل جائے۔ اور ہر وہ چیز جسے زمین کھاجائے وہ جنسِ زمین سے نہیں اھ۔ یہ عبارت لفظ "قیل" سے فاضل اخی چلپی نے نقل کرکے برقرار رکھی اور اس کے آخر میں لکھا کہ یہ کلام زیلعی کا خلاصہ ہے اھ اسے تبیین زیلعی کی طرف مراجعت نہ کرنے والے

---

[1] مجمع الانہر باب التیمم دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۸

[2] تبیین الحقائق " مطبعۃ امیریہ بولاق مصر ۱/۳۹

[3] ذخیرۃ العقبٰی " مطبع اسلامیہ لاہور ۱/۱۲۴

فیہ بلفظۃ قیل ولیس کذلک۔ کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اس میں بھی یہ کلام لفظ قیل کے ساتھ ہوگا حالاں کہ ایسا نہیں۔ (ت)

اقول یہ قانون تازہ بجائے خود صحیح ہے مگر معرفت جنس وغیر جنس کو کافی نہیں کہ اس کا عکس کُلی نہیں کہ جو غیر جنسِ ارض ہو اُسے زمین کھالے، زمین سونے چاندی کو بھی نہیں کھاتی بہرحال اس ہمارے مبحث پر اثر نہیں اس کے حاصلات اور اُن پر اشکالات بعینہا مانند تھم ہیں۔

(۱۱) فاضل چلپی نے بالکل وہم کا اتباع کیا مگر لین بجائے انطباع لیا کہ وکل شئی یلین و یذوب بھا[1] لخ (اور ہر وہ چیز جو آگ سے نرم ہو اور پگھل جائے الخ۔ ت) اور اسی کو حاصل کلام تبیین ٹھہرایا کما مر (جیسا کہ گزرا۔ ت)

اقول یہ ہرگز اُس کا حاصل نہیں لین و انطباع میں فرقِ عظیم ہے کما تقدم (جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ ت) ان کو یہ شبہ اتباع دُرر سے لگا اگرچہ دونوں فاضل ہمعصر اعیان قرن تاسع سے ہیں مگر ان کی کتاب دُرر سے اٹھارہ برس بعد ہے تصنیفِ دُرر ۸۸۳ھ میں ختم ہوئی اور ذخیرۃ العقبٰی ۹۰۱ھ میں اور اس کے خاتمہ میں سطریں کی سطریں خاتمہ دُرر سے ماخوذ ہیں۔ ہاں لین و انطباع کی تبدیل نے اسے کلام تبیین سے یوں بھی جُدا کردیا کہ اُس میں تین احتمال تھے اس میں احتمال اتحاد کی گنجائش نہیں کہ لین و ذوبان میں فرق بدیہی ہے۔

رہے دو اول جمع **اقول** تو ذکر لین لغو کہ لازم ذوبان ہے اور حاصل حاصل اول عبارت نہم ہوگا دوم تردید۔ **اقول** تو ذکر ذوبان لغو کہ مجرد لین کافی ہے اور اب حاصل عبارت چہارم کی طرف عود کرے گا۔

(۱۲) امام جلیل ابو البرکات نسفی نے ایک شق احتراق لی اور دوسری انطباع ولین کافی میں ہے : بطاھر من جنس الارض لا بما ینطبع ویلین او یحترق[2] جنس زمین کی کسی پاک چیز سے ــــ ایسی چیز سے نہیں جو منطبع اور نرم ہوجائے یا جل جائے۔ (ت)

اقول بدستور تین احتمال ہیں اور تینوں پر اشکال۔ اتحاد خود باطل ہے اور اس پر حاصل لین و احتراق اور جمع یعنی احتراق ہو یا انطباع ولین کا اجتماع اس میں لین لغو اور حاصل احتراق یا انطباع اور تردید پر انطباع بیکار اور حاصل مثل احتمال اول۔

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی باب التیمم مطبع اسلامیہ لاہور ۱/۱۷۴

[2] کافی

(۱۳) فاضل معین ہروی نے جانب جنس احتراق و انطباع لیا اور جانب غیر میں لین بڑا و عاطفہ اضافہ کیا، شرح کنز میں کہا:

جنس الارض ما لا یحترق ولا ینطبع و مالیس من جنس الارض ما یحترق او ینطبع و یلین[1]

جنسِ زمین وہ ہے جو نہ جلے اور نہ منطبع ہو۔ اور جو جنسِ زمین سے نہیں یہ وہ ہے جو جل جائے یا منطبع اور نرم ہو جائے۔ (ت)

اقول یہ حقیقت امر پر صریح متناقض ہے جملۂ اولیٰ کا مفاد کہ مجرد لین منافی ارضیت نہیں اور ثانیہ کی تصریح کہ منافی ہے لاجرم یہاں عطف تفسیری متعین ؟ خود باطل اور احتمال اول عبارت ۱۲ کی طرف آئل۔

(۱۴) **اقول** یہ سب باوصف اس قدر اختلافات کے ایک امر پر متفق تھے کہ یہ اوصاف جنس و غیر جنس میں فارق ہیں علامہ مولیٰ خسرو نے غرر و دُرر متن و شرح دونوں میں وہ روش اختیار فرمائی کہ انہیں فارق ہی نہ مانا بلکہ جوازِ تیمم کے لیے ان کو جنس ارض کی قید جانا یعنی جنس ارض میں خاص اس شے سے تیمم جائز ہے جو آگ سے جل کر نہ نرم پڑے نہ راکھ ہو یہ حاصلِ متن ہے شرح میں فرمایا جو چیز جنسِ ارض سے نہیں یا انطباع خواہ ترمد رکھتی ہے اُس سے تیمم روا نہیں تو متن وشرح نے خلاف بتایا کہ خود جنس ارض دو نوں قسم کی ہوتی ہے ایک وہ کہ آگ سے نرم یا راکھ ہوتی ہے دُوسری نہیں۔ متن کی عبارت یہ ہے:

علی طاھر من جنس الارض وھو لا ینطبع ولا یترمد بالاحتراق[2]

جنس زمین کی پاک چیز پر جب کہ وہ جلنے سے نہ منطبع ہو اور نہ راکھ ہو۔ (ت)

شرح میں فرمایا:

و ذلک لان الصعید اسم لوجہ الارض باجماع اھل اللغۃ فلا یتناول ما لیس من جنسھا او ینطبع او یترمد[3]۔

اور یہ اس لیے کہ صعید باجماعِ اہلِ لغت روئے زمین کا نام ہے تو یہ لفظ اس چیز کو شامل نہ ہوگا جو جنسِ زمین سے نہیں یا منطبع یا راکھ ہونے والی ہے۔ (ت)

پُر ظاہر کہ یہ طریقہ تمام سلف وخلف مشایخ وعلماء سے جُدا ہے۔

وحاول العلامۃ الشرنبلالی ردہ الی

علامہ شرنبلالی نے اسے موافقت کی جانب پھیرنے

---

[1] شرح کنز مع فتح المعین باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۹۱

[2] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مطبوعہ کاملیہ بیروت ۱/۳۱

[3] ایضاً

الوفاق فقال علی قول الشرح فی العطف باو تسامح کان ینبغی بالواو لانه عطف خاص اھ[1]۔

اقول وماذا یفعل بالمتن فانه لم یقل وھو ما لا بل قید جنس الارض بجملۃ حالیۃ والاحوال شروط ثم قولہ لانہ عطف خاص وان کان حقا علی ما نحققہ ان شاء اللہ لکنہ مخالف لمسالکھم ومسلک نفسہ المار عنہ فی العبارۃ الثالثۃ۔

کی کوشش کرتے ہوئے فرمایا ہے "شرح کی عبارت میں اَو (یا) کے لفظ سے عطف تسامح ہے۔ یہ عطف واو سے ہونا چاہئے کیوں کہ یہ عام پر خاص کا عطف ہے اھ۔" (ت)

اقول متن کو کیا کریں گے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ وھو ما لا ینطبع الخ۔ (اور وہ (جنس زمین) وہ ہے جو منطبع ہو الخ) بلکہ اس میں جنس زمین کو جملہ حالیہ سے مقید کیا ہے اور حال شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ یہ خاص کا عطف ہے اگرچہ بجائے خود حق ہے جیسا کہ ہم اِن شاء اللہ تعالٰی اس کی تحقیق کریں گے لیکن یہ مصنفین بالا کے موقف اور خود علامہ شرنبلالی کے موقف کے خلاف ہے جو ان کے حوالہ سے عبارت سوم کے تحت بیان ہوا۔ (ت)

یہ عبارت اگرچہ جنس وغیرہ میں فاصل بتانے سے جُدا رہی پھر بھی اتنا حاصل دیا کہ لین و ترمّد مانع تیمم ہیں تو اس جملہ میں وہ عبارت چہارم کی شریک ہوئی۔

بالجملہ ہمارے بیان سے واضح ہوا کہ یہ چَودہ عبارتیں اس وجہ سے کہ ۷، ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ میں تین تین احتمال تھے اور ۱۱ میں دو، پچیس[۲۵] عبارات ہو کر اُن کا حاصل نو[۹] قولوں کی طرف رجوع کر گیا۔

(۱) غیر جنس ارض ہونے کا مدار صرف انطباع

(۲) فقط ترمّد

(۳) ترمّد یا انطباع

(۴) ترمّد یا لین[ع]

(۵) ترمّد یا ذوبان

(۶) ترمّد یا اجتماع ذوبان و انطباع

(۷) ترمّد یا ذوبان یا انطباع

ع: غیر دُرر میں یہ بروجہ مناط لیا جائیگا اور دُرر میں طرف ایک طرف سے کلیہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

[1] غنیہ ذوی الاحکام من درالحکام باب التیمم مطبوعہ کاملیہ بیروت ۱/۳۱

(۸) احتراق یالین

(۹) احتراق یا انطباع

خاص خاص عبارات پر جو اُن کے متعلق اشکالات تھے مذکور ہوئے، اب اصل مبحث کے اشکال ذکر کریں وباللہ التوفیق غیر جنس ارض ہونے کا مناط سات قول اخیر میں کہ دو۲ دو۲ یا تین۳ وصف پر مشتمل ہیں ان اوصاف میں سے کسی وصف کا وجود ہے اور جنس ارض ہونے کا مناط ہر قول کے اُن سب اوصاف کا انتفا ہے یعنی ان میں سے ایک بھی ہو تو جنس ارض نہیں۔ اور اس سے تیمم ناجائز اور اصلاً کوئی نہ ہو تو جنس ارض ہے اور تیمم جائز۔ اب اگر جنس ارض سے کوئی شے ایسی پائی جائے جس میں کسی قول کے اوصافِ ملحوظہ سے کوئی وصف پایا جاتا ہو وہ اُس قول کے مناط ارضیت کی جامعیت پر نقض ہوگا یعنی بعض اشیاء جن کو اس مناط کا شامل ہونا چاہیے تھا اس سے خارج ہوگئیں اور اگر غیر جنس سے کوئی چیز ایسی ثابت ہو جس میں ایک قول کے اوصافِ معتبرہ سے اصلاً کوئی نہیں وہ اُس قول کی مانعیت پر نقض ہوگا یعنی بعض اشیاء جن کا اس مناط سے خارج ہونا درکار تھا اُس میں داخل رہیں دو قول اوّل کی مانعیت پر نقوض وہیں گزرے اور وہ دونوں قابلِ لحاظ بھی نہیں باقی یہاں ذکر کریں واللہ الموفق **فنقول** جمع میں کسی جنس ارض میں ایک وصف کا تحقق کافی ہے لہذا ہر قول پر جُدا کلام کرنے سے اوصاف کی تلخیص کرکے ہر وصف پر کلام کافی ہوگا کہ وہ وصف جتنے اقوال وعبارات میں ہو اُس کے نقض سب پر وارد ہوں۔

انطباع پر نقوض اقول اوّلاً کبریت کہ جب آگ سے ذائب کرکے کسی سانچے میں ڈال دیں یقیناً سرد ہوکر اُسی صورت پر رہتی ہے خالص گندھک کے پیالے کٹوریاں گلاس بنتے ہیں ہمارے شہر میں ایک صاحب بکثرت بناتے تھے جسے شبہ ہو وہ اب آزما دیکھئے تو اُس میں یقیناً جس صورت پر چاہیں ڈھالے جانے کی صلاحیت ہے تو بلاشبہہ منطبع ہوتی اور یہ انطباع آگ سے ہی ہوا کہ قبول صورت پر اُسی نے مہیا کیا اگرچہ بقائے صورت بعد برودت ہے جیسے چھوٹے بڑے بتاسوں شکر کے کھلونوں سونے چاندی کی اینٹوں وغیرہا میں تو لازم کہ گندھک جنس ارض سے نہ ہو اور اُس سے تیمم ناروا ہو حالانکہ کتب معتمدہ میں اُس کا جنس ارض سے ہونا اور اُس سے تیمم کا جواز مصرح ہے کما سیاتی (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ت)

ثانیاً زرنیخ یہ بھی بلاشبہہ آگ سے بہتی اور سرد ہوکر پھر متحجر ہوجاتی ہے تو یقیناً قابل انطباع ہے جس کا خود ہم نے تجربہ کیا غایت یہ کہ بہ نسبت کبریت کے زیادہ قوی آنچ چاہتی ہے۔

وھذا معنی قول ابن زکریا الرازی فی کتاب علل المعادن ثم ابن البیطار

کتاب علل المعادن میں ابن زکریا رازی پھر جامع میں ابن بیطار کی درج ذیل عبارت کا یہی معنی ہے:

فی الجامع تکون الزرنیخ کتکوین الکبریت غیران البخار البارد الثقیل الرطب فیه اکثر و البخار الدخانی فی الکبریت اکثر و لذلک صار لا یحترق کاحتراق الکبریت وصار اثقل و اصبر علی النار منہ[1]۔

"زرنیخ بھی اسی طرح بنتی ہے جیسے کبریت ۔۔۔ فرق یہ ہے کہ زرنیخ میں، سرد ثقیل تر بخارات زیادہ ہوتے ہیں اور کبریت میں دخانی بخار زیادہ ہوتا ہے اسی لیے زرنیخ اس طرح نہیں جلتی جیسے کبریت جلتی ہے اور آگ پر کبریت سے زیادہ ثقیل ثابت ہوتی اور دیر تک ٹھہرتی ہے"۔ (ت)

حالانکہ اس کا جنسِ ارض وصالح تیمم ہونا تو اُس اعلیٰ تواتر سے روشن جس میں اصلاً محلِ ارتیاب نہیں کما سیأتی (جیساکہ آگے آرہا ہے۔ت)

ترمّد پر نقوض اقول اوّلاً خزانۃ الفتاوٰی وحلیہ وجامع الرموز ودرمختار میں تصریح ہے کہ پتھر کی راکھ سے تیمم جائز ہے۔

ونظم الدر لا یجوز بمترمد الا رماد الحجر فیجوز[2]۔

درمختار کی عبارت یہ ہے: "راکھ بننے والی چیز سے تیمم جائز نہیں مگر پتھر کی راکھ مستثنٰی ہے اس سے جائز ہے"۔ (ت)

معلوم ہُوا کہ پتھر بھی راکھ ہوسکتا ہے تو جنسِ ارض کب رہا اور اُس سے تیمم کیونکر روا ہوا۔

ثانیاً ترکستان میں ایک پتھر ہوتا ہے کہ لکڑی کی جگہ جلتا ہے اُس کی راکھ سے تیمم روا ہے۔ حلیہ میں ہے:

فی خزانۃ الفتاوی قال العبد الضعیف ان کان الرماد من الحطب لایجوز و ان کان من الحجر یجوز لانہ من الارض وقد رأیت فی بعض بلاد ترکستان کان حطبھم الحجر[3]۔

خزانۃ الفتاوٰی میں ہے "بندۂ ضعیف کہتا ہے راکھ اگر لکڑی کی ہو تو تیمم جائز نہیں اور اگر پتھر کی ہو تو جائز ہے کیونکہ وہ جنسِ زمین سے ہے اور میں نے ترکستان کے بعض شہروں میں دیکھا کہ ان کے یہاں پتھر ہی کا ایندھن ہوتا ہے"۔ (ت)

---

[1] جامع ابن بیطار

[2] الدرالمختار مع الشامی باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۶

[3] حلیہ

اسی طرح خزانہ سے قہستانی اور قہستانی سے طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔

ثالثًا و رابعًا علامہ برجندی نے نورہ و مردارسنگ سے دو نقض وارد کیے کہ یہ جل کر راکھ ہوجاتے ہیں حالانکہ جنسِ ارض سے ہیں۔ شرح نقایہ میں بعد نقل عبارت مادۃ زاد الفقہا ہے:

ھذا یدل علی ان التیمم بالنورۃ و المردارسنج لایجوز فانھما یحترق بالنار ویصیران رمادا وقد صرح قاضی خان انہ یجوز التیمم بھما الا ان یقال ان محترقھما لایسمی رمادا فی العرف[1]۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ نورہ اور مردارسنگ سے تیمم ناجائز ہے کیونکہ یہ دونوں آگ سے جل کر راکھ ہوجاتے ہیں حالانکہ قاضیخان نے تصریح فرمائی ہے کہ ان دونوں سے تیمم جائز ہے مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عرف میں جلے ہوئے نورہ و مردارسنگ کو راکھ کے نام سے یاد نہیں کیا جاتا۔ (ت)

لیس پر نقوض اقول اولًا چونے کا پتھر اور جتنے احجار تکلیس کیے جاتے ہیں یقینًا اپنی حالت اصلی سے صلابت میں کم ہوجاتے ہیں تکلیس کرتے ہی اس لیے ہیں کہ جو سخت جرم پس نہیں سکتا پسنے کے قابل ہوجائے۔

ثانیًا کبریت (اور)

ثالثًا زرنیخ ضرور آگ پر نرم ہوتی ہیں حالاں کہ کتب میں بلاخلاف ان سے تیمم جائز لکھا ہے کما سیأتی (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ت)

ذوبان پر نقوض اقول یہی کبریت اور زرنیخ دونوں اس پر بھی نقض ہیں ان کی نرمی بہ جانے پر منتہی ہوتی ہے جیسا کہ مشاہدہ شاہد۔ علامہ تفتازانی نے مقاصد و شرح مقاصد میں معدنیات کی پانچ قسمیں کیں۔ دوم ذائب مشتعل، اور فرمایا، ذٰلک کالکبریت والزرنیخ[2] (وہ کبریت اور زرنیخ کی طرح ہے۔ ت)

احتراق پر نقوض اقول اولًا و ثانیًا یہی گندھک، ہڑتال ایسی جلتی ہیں کہ شعلہ دیتی ہیں۔

ثالثًا گچ کہ اس کا پتھر جلانے ہی سے بنتی ہے۔

رابعًا کرمان و بدخشان میں ایک پتھر حجر الفتیلہ ہے کُوٹنے سے رُوئی کی طرح نرم ہوجاتا ہے اس کی بتی بنا کر چراغ میں روشن کرتے ہیں تیل ڈالتے رہیں تو ایک بتی دو تین مہینے تک کفایت کرتی ہے ذکرہ فی المخزن و ذکرہ فی تاج العروس فی مستدرکہ بعد باذشان

---

[1] شرح النقایہ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۷

[2] شرح المقاصد المبحث الاول المعدنی دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۱/۳۷۴

معدنہ بدخشان[1] (اسے مخزن میں ذکر کیا ہے اور تاج العروس کے اندر "باذش" کے بعد اپنے اضافہ کے تحت بتایا ہے کہ اس پتھر کا معدن بدخشاں میں ہے۔ ت)

خامسا شام میں ایک پتھر حجر البحیرہ ہے آگ میں ڈالے سے لپٹ دیتا ہے[2] ذکرہ فی المخزن و التحفۃ (اسے مخزن اور تحفہ میں ذکر کیا۔ ت)

سادسا سنگِ خزامی جزیرہ صقلیہ میں ایک پتھر ہے کہ آگ سے بھڑکتا اور پانی کا چھینٹا دیے سے اور زیادہ مشتعل ہوتا اور تیل سے بجھتا ہے[3] قالا فیہما (مخزن و تحفہ میں ہی اسے بھی بتایا ہے۔ ت)

سابعا ریل کا کوئلہ کہ پتھر ہے اور لکڑی سا جلتا ہے۔

ثامنا جلی ہوئی زمین کا مسئلہ خود کتب معتمدہ مثل مختارات النوازل و قاضیخان و فتح و حلیہ و بحر و غیاثیہ و جواہر الاخلاطی و مراقی الفلاح و دُرمختار و ہندیہ وغیرہا میں مذکور کہ اُس سے تیمم روا ہے کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی۔ ت)

تنبیہ: کبریت سے نقض پر علامہ سید ابوالسعود ازہری کو تنبہ ہوا اور عبارت مارّہ ملا مسکین کی شرح میں فرمایا:

الظاھر ان ھذا اغلبی لاکلی فلا یشکل بان البعض یحترق کالکبریت[4] اھ

ظاہر یہ ہے کہ حکم اکثری ہے کلّی نہیں۔ اس لیے یہ اشکال نہ ہوگا کہ جنسِ زمین سے ایسی چیزیں بھی ہیں جو جل جاتی ہیں جیسے کبریت اھ (ت)

اقول: بل الایراد لامرد لہ عن ظاھر العبارۃ والعذر لا یجدی لانھم بصدد اعطاء معرف لما یجوز بہ التیمم ومالا فاذا کان شیئا یختلف و یتخلف

اقول: ظاہر عبارت پر اعتراض و اشکال تو ضرور وارد ہوگا اور عذر مذکور کار آمد نہ ہوگا اس لیے کہ جس چیز سے تیمم جائز ہے اور جس سے ناجائز ہے اس کی وہ حضرات ایک جامع و مانع تعریف کرنا چاہتے ہیں تو جب کوئی چیز اس ضابطہ سے مختلف یا

---

[1] تاج العروس فصل الباء من باب الشین احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۸۱

[2] مخزن الادویہ فصل الحاء مع الجیم مطبوعہ نولکشور کانپور ص ۲۳۱

[3] ایضاً

[4] فتح المعین بحث جنس الارض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۹۱

لزم التخلیط والتغلیط ۔ اس سے جُدا ومختلف ہوگی تو بجائے تعریف کے تخلیط و تغلیط لازم آئے گی ۔ (ت)

نقوض منع ۔ اقول اگلے نقوض میں عبارت غرر و درر بھی شریک تھی کہ اس کا بھی اتنا حاصل تھا کہ جس میں ترمُّد یا لین ہو اُس سے تیمم جائز نہیں بلکہ اگرچہ جنس ارض سے ہو حالانکہ زرنیخ وکبریت وجصّ و رمادِ حجر و نورہ و مردار سنگ معدنی وارض محترقہ و مطلق حجر سے جوازِ تیمم عامۂ معتمدات میں مصرح ہے کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ عنقریب آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی ۔ ت) درر میں خود فرمایا، من جنس الارض کالحجر والزرنیخ[1] (جنسِ زمین سے جیسے پتھر اور زرنیخ ۔ ت) مگر نقوض منع اُس پر وارد نہیں کہ دوسری جانب سے کلیہ نہ اُس کا منطوق ہے نہ مفہوم ۔

اب نقوض سُنیے **فاقول** منع پر نقض کثیر و وافر ہیں یہاں بعض ذکر کریں :

(۱) سانبھر (۲) پارا یہ سب اقوال پر وارد ہیں کہ نہ آگ سے جلیں نہ گلیں نہ پگھلیں نہ نرم پڑیں نہ راکھ ہوں (۳) اولا (۴) پالا (۵) کُلّ کا برف (۶) رال (۷) کافور (۸) زاج تین قول اول پر کہ نہ راکھ ہوں نہ آگ سے منطبع (۹) کیچڑ جس میں پانی غالب ہو (۱۰) پانی (۱۱) عرق (۱۲) عطر (۱۳) ماء الجبن (۱۴) دُودھ (۱۵) بھاگی (۱۶) تیل (۱۷) گاؤ غیرہا اشیا کہ نہ آگ سے نرم ہوں نہ راکھ ہو جائیں سات قول پیشین پر (۱۸) جماہوا گھی (۱۹) شکر کا قوام ۔ قول ششم پر کہ نہ راکھ ہوں نہ اُن میں ذوبان وانطباع کا اجتماع کما تقدم فی بیان النسب (جیسا کہ نسبتوں کے بیان میں گزر چکا ۔ ت)

(۲۰) علامہ برجندی نے عبارت ہفتم پر خود راکھ سے نقض کیا شرح نقایہ میں عبارتِ زاد الفقہا نقل کرکے لکھا:

هذا یدل علی ان التیمم بنفس الرماد یجوز وقد ذکر فی الخلاصۃ اجمعوا انہ لایجوز لکن ذکر فی النصاب قال ابو القاسم یجوز وابو نصر لا وبہ نأخذ[2] ۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ خود راکھ سے تیمم جائز ہے حالانکہ خلاصہ میں ہے کہ اس پر علما کا اجماع ہے کہ راکھ سے تیمم ناجائز ہے ۔ لیکن نصاب میں لکھا ہے کہ ابو القاسم کہتے ہیں ، جائز ہے ۔ اور ابو نصر کہتے ہیں ناجائز ہے ۔ اور ہم اسی کو لیتے ہیں ۔ (ت)

اقول بلکہ وُہ سب اقوال پر نقض ہے کہ راکھ نہ آگ سے نرم پڑے نہ جلے نہ دوبارہ راکھ ہو

---

[1] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مطبعہ کاملیہ بیروت ۱/۳۱

[2] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۷

بالجملہ کوئی قول کوئی عبارت متعدد نقوض سے خالی نہیں،

واللّٰہ المستعان لکشف الران ؛ والصلٰوۃ والسلام الاتمان ؛ علی سیّد الانس والجان ؛ واٰلہ وصحبہ ؛ وابنہ وحزبہ ؛ فی کل حین واٰن ؛ اٰمین۔

اور اللہ تعالٰی ہی سے اس دشواری والتباس کے ازالہ کے لیے مدد طلبی ہے۔ اور کامل درود وسلام ہو انس وجن کے سردار اور ان کی آل، اصحاب، فرزند اور ان کی جماعت پر ہر لمحہ ہر آن۔ الٰہی قبول فرما۔ (ت)

استعانتِ توفیق بطلبِ تحقیق

اقول بعونہٖ عزوجل عبارات علما کے اسالیب مختلفہ پر اشکالات اور تعریفات کی جامعیت پر نقوض سب کا حل ان تین حرفوں میں ہے،

(۱) احتراق سے ترمّد مقصود اور ایسے اطلاقوں کے اطلاق فقہا سے اکثر معہود و لہٰذا حلیہ نے ترمد لے کر دو جگہ صرف احتراق کہا۔

(۲) رماد کے تین اطلاق ہیں:

ایک عام تر کہ صورِ احتراق میں انطفا و انطفا کے سوا سب کو شامل یعنی بقیۂ جسم بعد زوال بعض باحتراق۔ بایں معنی احجار مکلسہ بھی اُس میں داخل، تذکرۂ داؤد انطاکی میں ہے:

(رماد) ھو مایبقی من الجسد بعد حرقہ ومنہ ماخص باسم فیذکر کالنورۃ والاسفیداج وماخص باسم الرماد وھو المذکور ھنا[۱]۔

رماد ــ کسی جسم کا وہ جز ہے جو اس کے جلنے کے بعد رہ جاتا ہے۔ اس میں سے بعض وہ چیزیں ہیں جن کا کوئی خاص نام پڑگیا ہو انھیں تو اسی نام کے تحت ذکر کیا جائے گا جیسے نورہ اور اسفیداج اور بعض چیزیں وہ ہیں جن کو رماد ہی کا نام دیا جاتا ہے وہی یہاں مذکور ہیں۔ (ت)

جامع عبداللہ بن احمد مالقی اندلسی ابن البیطار میں جالینوس سے ہے:

الناس یعنون بہ الشیئ الذی یبقی من احتراق الخشب (الی ان قال) والنورۃ ایضا نوع من الرماد[۲]۔

لوگوں کے نزدیک اس لفظ سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو لکڑی کے جلنے کے بعد رہ جاتی ہے (یہاں تک کہا) اور نورہ بھی رماد ہی کی ایک قسم ہے۔ (ت)

---

[۱] تذکرہ داؤد انطاکی حرف الراء میں رماد کے تحت مذکور ہے مصطفی البابی مصر ۱/۱۶۰

[۲] جامع ابن بیطار

دوسرا متوسط کہ اجزائے رطبہ کثیرہ فی الجسم فنا ہونے کے بعد جو اجزائے یابسہ بچیں رماد ہیں عام ازیں کہ جسم بستہ رہے جیسے کوئلہ، یا نہیں جیسے لکڑی کی راکھ۔ اسی قبیل سے ہے رماد عقرب کہ عقرب زکولو ہے یا تانبے یا مٹی کے برتن میں رکھ کر سر خمیرہ سے بند کرکے اُس تنور میں شب بھر رکھتے ہیں جسے گرم کرکے آگ اُس میں سے بالکل نکال لی ہو اور سرِ تنور بند کر دیتے ہیں کہ گرمی باقی رہے اور تاکید ہے کہ تنور بہت گرم نہ ہو کہ عقرب خاک نہ ہو جائے کما فی القرابادین الکبیر و المخزن وغیرھا (جیسا کہ قرابادین کبیر اور مخزن وغیرہما میں ہے۔ ت) صبح نکال کر پیس کر سنگِ گردہ و مثانہ و عسر البول وغیرہا کے لیے استعمال کرتے ہیں[1] اور شرعاً ناجائز ہے۔

تیسرا خاص تر خاکستر کہ جسم کثیر الرطوبات اتنا جلایا جائے کہ رطوبات سب فنا ہو جائیں اور جسم ریزہ ریزہ ہو یا ہاتھ لگائے ہو جائے کہ رطوبت باعثِ اتصال و تماسک ہے یعنی اجزا میں باہم گرفت ہونا اور یبوست باعث تفتت و تشتت یعنی ریزہ ریزہ و منتشر ہونا جیسے گندھا ہوا آٹا اور خشک۔ تاج العروس میں ہے:

الرماد دقاق الفحم من حراقۃ النار و ما ھبا من الجمر فطار دقاقا[2] اھ وفی القاموس الفحم الجمر الطافی[3] اھ

(رماد) آگ سے جلی ہوئی چیز کے کوئلے کے ریزے اور انگارے میں سے وُہ جو غبار ہو کر ریزہ ریزہ اڑے اھ۔ اور قاموس میں ہے الفحم ــــ بجھا ہوا انگار (یعنی کوئلہ) اھ۔ (ت)

اقول اصاب فی جعل الرماد دقاقا وفی اضافتھا الی الفحم نظر فالفحم المدقوق لایسمی رمادا وانما ھو ما ذکرنا من اجزاء الجسم الیابسۃ المتفتتۃ بعد الاحراق التام۔

اقول تاج العروس میں "رماد" ریزوں کو بنانا تو درست ہے مگر کوئلہ کی طرف اس کی اضافت محلِ نظر ہے کیونکہ پسے ہوئے کوئلہ کو رماد (راکھ) نہیں کہا جاتا۔ رماد وہی ہے جو ہم نے بتایا یعنی جسم کے وُہ اجزا جو مکمل طور سے جلانے کے بعد خشک اور ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ (ت)

عرف عام میں رماد کا زیادہ اطلاق اسی صورت اخیرہ پر اس وجہ سے ہے کہ وہ غالباً اُس سے لکڑی کی راکھ مراد لیتے ہیں کما تقدم عن ابن البیطار عن جالینوس (جیسا کہ ابن بیطار سے

---

[1] مخزن الادویہ فصل الراء مع المیم مطبوعہ نولکشور کانپور ص ۳۱۱
[2] تاج العروس فصل الراء من باب الدال احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۵۷
[3] القاموس المحیط باب المیم فصل الفاء مطبع مصطفی البابی مصر ۴/۱۶۰

بحوالۂ جالینوس بیان ہوا۔ت) اور وہ ایسی ہی ہوتی ہے یہاں اُس سے مراد معنی اوسط ہے کہ اس شکل ثالث کو بھی شامل۔

(۳) لین ذوبان انطباع سب سے مراد وُہ حالت ہے کہ آگ سے جسم منطرق میں پیدا ہوتی ہے منطرق وہ جسم کہ مطرقہ یعنی ہتھوڑے کی ضرب سے متفرق نہ ہو بلکہ بتدریج عمق میں دبتا اور عرض و طول میں پھیلتا جائے جیسے سونا چاندی تانبا وغیرہا اجساد سبعہ۔ظاہر ہے کہ یہ آگ سے نرم ہوتے ہیں یہ لین ہوا اور ضرب مطرقہ سے متفتت نہیں ہوتے بلکہ جیسی گھڑت منظور ہو قبول کرتے ہیں یہ انطباع ہوا اور زیادہ آنچ دی جائے تو پگھل جاتے ہیں یہ ذوبان ہوا۔ رہا یہ کہ لین و ذوبان و انطباع تو اور اجسام میں بھی ہوتے ہیں پھر خاص اجساد منطرقہ کی کیا خصوصیت اور اس تخصیص پر کیا حجت۔

اقول اس کا فوری جواب تو یہ ہے کہ یہ تینوں محض اوصاف ہیں صلابت وجمود و امتناع کے مقابل۔ ان سے ذاتِ اجزائے جسم پر کوئی اثر نہیں بخلاف احتراق بمعنے فساد بعض کہ اکثر وہی متبادر کہ اُس میں نفس اجزا پر اثر ہے اور ترمّد میں تو اور اظہر۔علمائے کرام نے دو شقیں فرمائی ہیں:

ایک میں احتراق و ترمّد کہا یہ وُہ ہے جس میں خود بعض اجزا کا جل جانا فنا ہوجانا ہے۔

دوسری میں لین، ذوبان، انطباع۔ تو یہ وہ ہیں جن کا ذاتِ اجزا پر اثر نہیں یعنی تمام اجزا برقرار رہیں اور جسم نرم ہوجائے گھڑنا قبول کرے یا بہ جائے یہ نہیں ہوتا مگر انھیں اجساد منطرقہ میں۔غیر منطرق میں جب آگ اتنا اثر کرے کہ اُسے نرم کردے قابلِ عمل کردے گلا پگھلا دے تو ضرور اُس کی بعض رطوبتیں جلائے گی سب اجزا برقرار نہ رہیں گے بخلاف منطرقات کہ ان کی رطوبتیں بہ جانے چرخ کھانے سے بھی کم نہیں ہوتیں۔سہل سا بالائی جواب تو یہ ہے اور بتوفیقہٖ تعالٰی تحقیق انیق و تدقیق دقیق منظور ہو جو نہ صرف ان اوصافِ ثلٰثہ بلکہ خمسہ میں ان معانی کا مراد ہونا واضح کردے تو وہ بعونہٖ تعالٰی استماع چند نکات سے ہے جو بفضلہٖ عزوجل قلب فقیر پر فائض ہوئے۔

نکتۂ اُولٰی۔ اقول وبربی استعین (میں کہتا ہوں اور اپنے رب ہی سے مدد کا طالب ہوں۔ت) منطبع ہونے کو شَے کا صرف صالح قبول صورت ہونا کافی نہیں ورنہ ہر رطب حتی کہ پانی بھی منطبع ہو کہ سہولت تشکل لازمۂ رطوبت ہے بلکہ اُس کے ساتھ حفظ صورت بھی درکار۔قبول کو رطوبت چاہئے اور حفظ کو اجزا کا تماسک، کہ جس صورت پر کردیا جائے قائم رہے یہ دونوں منشا اگر شے میں خود موجود ہیں جب تو وہ آپ ہی صالح انطباع ہے اور اگر ایک ہے دُوسرا نہیں تو وہ دوسرا جس سے پیدا ہو اس کا انطباع اُس کی طرف منسوب ہوگا کہ اس نے اسے منطبع کیا مثلاً شئ متماسک الاجزا میں صلابت مانع قبول صورت ہے، پانی نے اس قابل کیا جیسے چاک کی مٹی تو وہ منطبع بالماء ہے یا آگ سے جیسے تپایا ہوا لوہا تو منطبع بالنار یا نرم شے

میں فرط رطوبت مانع حفظ صورت ہے مٹّی کے ملانے یا آگ کے سُکھانے سے قابل حفظ ہوئی تو منطبع بالطین یا بالنار ہے اور اگر دونوں نہیں اور دو چیزوں کے معاً عمل سے دونوں قوتیں پیدا ہوگئیں تو اس کا انطباع اُس مجموعہ کی طرف منسوب ہوگا اور اگر تعاقب ہوا پہلے ایک سے قبول خواہ حفظ کی صلاحیت آگئی پھر دوسری کے عمل سے دوسری تو اس کا انطباع متاخر کی طرف نسبت کیا جائے گا کہ پہلی کے عمل تک وہ شے صالح انطباع نہ ہوئی تھی دوسری کے عمل سے ہوئی شرع مطہر میں اس کی نظیر کپڑا ہے کہ تانے کا اعتبار نہیں اگرچہ ریشم کا ہو کہ اُس وقت تک کپڑا نہ ہوا تھا بانے نے اسے کپڑا کیا تو اسی کا اعتبار ہے بالجملہ انطباع اُس کی طرف منسوب ہوگا جس نے صلاحیت انطباع کی تکمیل کی یہاں تک کہ اگر مثلاً قبول کی قوت شے میں آپ تھی اور قوتِ حفظ پر آگ نے مدد دی مگر اس نے صالح حفظ نہ کردیا بلکہ یہ صلاحیت اُس کے بعد دوسری شے سے پیدا ہوئی تو وُہ اسی دوسری شے سے منطبع ٹھہرے گی نہ آگ سے۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ جتنی چیزوں کو آگ پگھلا کر پانی کرے جس سے وُہ سانچے میں قبول صورت کریں اُن کا یہ انطباع جانبِ نار منسوب نہ ہوگا کہ جسم سیال حفظ صورت کے قابل نہیں ہوتا یہ قابلیت سرد ہوکر آئے گی تو کبریت زرنیخ اور ان کے امثال منطبع بالنار نہیں بلکہ شکر کا قوام بھی کہ اگرچہ رقت اُس میں آپ تھی جس سے صالح قبول صورت تھا اور نار نے صلاحیت حفظ صورت پر مدد دی کہ لزوجت پیدا کی جو وجہ تماسک اجزا ہے مگر حفظ کے لیے جو یبس درکار تھا اس کی مانع رہی کہ کرنا موجب ذوبان ہے نار سے جُدا ہوکر جب ہوا لگی سرد ہونے نے صلاحیت حفظ دی تو یہ بھی انطباع بالنار نہ ہوا شکر کے کھلونے اور زیادہ بڑے بتاسے تو سانچے میں بنتے ہیں چھوٹے اور متوسط قوام کی بُوندیں چادر پر گراؤ مگر جب تک آگ سے جُدا ہوکر ہوا انہیں نہ لگی حفظ صورت کی صلاحیت نہیں آتی۔

ہاں شے کے منطبع بالنار کہلانے کو یہ ضرور نہیں کہ ہمیشہ اُسی سے منطبع ہو بلکہ صرف اتنا کافی کہ فی نفسہٖ اُن میں ہو جو منطبع بالنار ہوسکتے ہیں اگرچہ کبھی منطبع بالغیر بھی ہو تو چرخ کھا کر سونے چاندی کا سانچے میں منطبع بالبرد ہونا انہیں اجساد منطبعہ بالنار سے خارج نہیں کرتا۔

تنبیہ: اب صلاحیت ذوبان وانطباع بالنار میں نسبت عموم من وجہ ایسے جرم کے ثبوت پر موقوف کہ آگ سے نرم ہوکر قابل تشکل ہو اور ساتھ ہی فی نفسہٖ ہر دی ہوئی صورت کا حفظ کرسکے اور آگ کتنا ہی عمل کرے اُسے بہانہ سکے یہ چیز خفا میں ہے واللہ تعالٰی اعلم جب یہ نہ ہو ظاہرا ذوبان انطباع سے عام مطلقاً ہے والعلم عند ذی الجلال بحقیقۃ کل حال (اور ہر حالت کی حقیقت کا علم بزرگی وجلال والے ہی کو ہے۔ ت)

نکتہ ثانیہ ۔ **اقول** جسم کے اجزائے رطبہ ویابسہ سے مرکب ہوا اُس کا

امتزاج دو قسم ہے ضعیف جس کی گرہ کھل جائے اجزائے رطبہ و یابسہ سے جدا ہوجائیں اور شدید الاستحکام کہ آگ جس کا فعل تفریق ہے ان کی گرہ کھولنے پر قادر نہ ہو۔

قسم اوّل میں تین صورتیں ہیں،

(۱) جسم کے اجزائے یابسہ لطیف ہیں کہ آگ انھیں بھی رطبہ کے ساتھ اڑا دے گی اس صورت میں تو جسم فنا ہوجائیگا جیسے رال، گندھک، نوشادر۔ اسے انتفا یا نفاد کہیے یہ بھک سے اڑجانے والے مادوں میں اکثر ہوتا ہے۔

(۲) اُس میں اجزائے رطبہ بہ نسبت اجزائے ارض بہت کم ہیں جیسے[۱] پتھر کہ اجزائے ارضیہ رقیقہ ہی سے بنتا ہے اور انھیں کا حصہ کثیر و غالب ہے لزج یعنی چیپ دار رطوبتوں سے انھیں اتصال ہوا اور عملِ حرارت سے یبوست آتی بار باریوں ہو کر لزوجت کے باعث اجزا میں اکتناز آکر ایک سخت جسم پیدا ہو جس کا نام حجر ہے از انجا کہ ترکیب شدید الاستحکام نہیں آگ تا حدِ تاثیر اجزائے رطبہ کو جدا کرے گی اور وہ اکتناز کہ بوجہ لزوجت تھا کم ہو کر جسم میں قدرے تخلخل آئیگا باقی تجر بدستور رہے گا یہ صورت تکلیسِ احجار کی ہے۔

(۳) اجزائے رطبہ بھی بکثرت تھے آگ انھیں فنا کرکے ایک بڑا حصہ جسم کا معدوم کرے گی جو رہ گیا وہ رماد
اور اس طرح جلنے کا نام ترمّد ہے ظاہر ہے کہ ان تینوں صورتوں میں انطباع بالنار نہ ہوسکے گا اول میں تو بدیہی کہ جسم فنا ہی ہوگیا اور سوم میں بوجہ تفتت و تشتت حفظ صورت کی قوت باقی نہیں دوم میں وہ لین نہیں کہ قبول صورت کرے بوجہ صلابت عمل قلیل قبول نہ کریگا اور ضرب شدید سے متفتت ہوجائے گا۔ ہاں لین ان سب صورتوں میں ہوگا کہ گرہ نرم ہی ہو کر کھلتی ہے اور بعض صورتوں میں ذوبان بھی ہوگا جیسے گندھک پہلے نرم پڑتی پھر بہتی پھر فنا ہوجاتی ہے۔

قسم دوم میں دو صورتیں ہیں جن میں پہلی دو ہو کر تین ہوجائیں گی۔

(۱) گرہ اس قدر شدید محکم ہو کہ آگ اُسے سُست بھی نہ کرسکے۔ یہاں اگر جسم پر رطوبت غالب ہو آگ پر قائم ہی نہ رہے گا کہ متنافیین جمع نہیں ہوتے یہ سیماب ہے۔

اقول اس کے قائم علی النار نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ آگ کا فعل تصعید ہے یعنی رطوبات کو جانب آسمان پھینکنا ان رطوبتوں پر بھی اس نے اپنا کام کیا اور یبوستیں جدا نہ ہوسکیں لہذا سارا جسم بقدر عمل حرارت یونہی گرہ بستہ اُڑا اور اپنی حالت پر برقرار رہا بخلاف صورت اول قسم اول کہ وہاں بھی اگرچہ اجزائے یابسہ بوجہ لطافت ہمراہ رطبہ خود بھی اُڑے مگر گرہ کشادہ منتشر لہذا جسم ہبار منثور ہوگیا۔ اور اگر رطوبت غالب نہیں تو جسم آگ سے صرف گرم ہوگا ترکیبِ اجزا پر کچھ اثر نہ پڑے گا جیسے لعل یاقوت ہیرا یا طلق بھی جسے ابرک کہتے ہیں

آگ اس کی بھی گرہ نہیں کھول سکتی مگر حیل وتدابیرِ خارجیہ سے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں لین، ذوبان، ترمّد کچھ نہ ہوسکے گا کہ گرہ بدستور رہے گی تو انطباع نہ ہوسکنا بھی ظاہر کہ وہ بے لین نامتصور اور صورت غلبۂ رطوبت یعنی سیلاب میں اگرچہ لین خود موجود مگر وہی غلبۂ رطوبت مانع حفظ صورت تو اس میں قابلیت انطباع یوں ہوتی کہ آگ اس کی رطوبتیں اتنی خشک کردے کہ اس "ثخانت" قابل حفظ صورت پیدا ہوجائے یہ اسی گرہ کھلنے پر موقوف اور وہ یہاں منتفی اس حالت کا نام **امتناع** رکھیے نہ بایں معنی کہ اثر نار اصلاً قبول نہ کیا کہ تصعید یا سخونت تو ہوتی بلکہ بایں معنی کہ ترکیب اجزا پر اس کا کوئی اثر نہ لیا۔

(۲) آگ گرہ سست کرسکے مگر جسم میں دہنیت اس درجہ قوی ہو کہ کھلنے نہ دے جیسے سونا چاندی کہ آگ سے پانی ہوسکتے ہیں مگر ان کی رطوبت ویبوست جدا نہیں ہوسکتی۔ ان میں نار کا اثر اول لین ہوگا کہ نرم پڑکر مطرقہ یعنی ہتھوڑے کی ضرب سے متاثر بھی ہوں گے اور اپنی شدتِ دہنیت کے باعث مجتمع بھی رہیں گے متفتت ومتفرق نہ ہوسکیں گے لاجرم عمق میں دبتے ہوئے عرض وطول میں بتدریج پھیلیں گے اسی کا نام **انطراق** ہے یعنی زیر مطرقہ صابر ہونا اور صرف یہی ایک صورت انطباع بالنار کی ہے، حفظ صورت کا مادہ خود ان کی ذات میں تھا صلابت مانع قبول صورت تھی آگ نے نرم کرکے اس کے قابل کردیا اور کار انطباع تمام ہوگیا۔ ان پر نار کا اثر انتہائی **ذوبان** ہوگا کہ گرہ زیادہ سست ہوکر اجزائے رطبہ اڑنا چاہیں اور بوجہ امتناع تفرق اجزائے یابسہ انھیں اڑنے نہ دیں گے لہذا صورتِ سیلان پیدا ہوگی جیسا کہ بیانِ ذوبان میں گزرا بلکہ اگر اجزائے لطیفہ وکثیفہ قریب تعادل ہیں تو ان کی تکافی قوت اس حرکتِ سیلان کو مستقیمہ بھی نہ ہونے دے گی بشکل مستدیرہ ظاہر ہوگی اسی کا نام **دوران** یا چرخ کھانا ہے جس طرح ذہب وفضہ میں مشہور ہے۔

نکتہ ثالثہ۔ اقول لین وذوبان کہ قسم دوم میں ہیں نار کے آثار اصلیہ ہیں اور انطباع ودوران ان کے توابع اور لین وذوبان کہ قسم اول میں ہیں آثارِ اصلیہ نہیں بلکہ تابع ہیں۔ تحقیق اس کی یہ ہے کہ نار کا اثر اصلی تصعید ہے یعنی جسم کو اوپر پھینکنا۔ قسم اول میں آگ اس پر قادر ہوئی خواہ سارے جرم کو لے گئی کہ نفاد ہے یا رطوبت قلیلہ کو کہ تکلیس یا کثیرہ کو کہ ترمد تو یہ آثارِ اصلیہ ہوئے اگرچہ ان کے ضمن میں لین وذوبان پیدا ہوجائیں۔ قسم دوم میں بحال غلبۂ رطوبت آگ تصعید کلی پر قادر ہوئے یہ خود اثر اصلی ہے ورنہ صرف تسخین یعنی گرم کرسکی تو یہاں اسی قدر اثر اصلی ہوگا کہ آگ اس سے زیادہ نہیں کرسکتی ان دونوں صورتوں کو لین وذوبان سے علاقہ نہیں۔ رہیں قسم دوم کی اخیر دو صورتیں ان میں آگ کا اثر ہی یہی لین وذوبان ہیں کہ آگ یہاں اسی قدر پر قادر تو یہ خود ہی آثار اصلیہ ہیں اور انطباع وانطراق تابع لین کہ اس پر موقوف ہے

اور دوران تابع ذوبان کہ اُس پر موقوف ہے تو یہی لین و ذوبان آثار اصلیہ کے ساتھ شمار ہونے کے قابل اور وُہ جو پہلی قسم میں ہیں ضمنی و تابع اور اپنی اپنی صورتوں کے لازم ملازم ہونے کے باعث صلاحیت میں اُن سے جُدا کوئی حکم نہ پیدا کریں گے اُن کے لین و ذوبان انحلال گرہ ہیں جو شئی نفاد یا تکلس یا ترمد کی صالح ہوگی ضرور اس لین یا ذوبان کی بھی صالح ہوگی جو ان کے ضمن میں ہوتا ہے اور جو شئی لین و ذوبان انحلال کی صالح ہوگی ضرور اُن تینوں میں سے کسی کی صلاحیت رکھے گی تو انھیں مستقل لحاظ کرنے کی نہ کوئی وجہ نہ کہیں حاجت ۔ فقیر نے اپنے اس دعوے کی کہ لین و ذوبان[عـہ] آثار زرین گنیں گے تو اُن سے یہی لین و ذوبان قسم دوم مراد ہوں گے جن کو لین و ذوبان تعقد کہئے کہ گرہ نہ کھلنے میں پیدا ہوئے نہ قسم اول والے جو لین و ذوبان انحلال تھے کہ گرہ کھلنے میں حادث ہوئے کلام علما میں تصدیق پائی وللہ الحمد یہ اقسام و احکام جس طرح قلب فقیر پر فیض قدیر عز جلالہ سے فائز ہوئے لکھ کر مقاصد و مواقف اور ان کی شروح کا مطالعہ کیا اور اپنے بیان میں ذکر دوران انھیں سے لے کر بڑھایا والفضل للمتقدم (اور فضیلت اگلے کے لیے ہے ۔ ت) اُن کی مراجعت نے ظاہر کیا کہ قاضی عضد و علامہ تفتازانی و علامہ سید شریف رحمہم اللہ تعالٰی اگرچہ احکام اقسام میں مسلک فقیر سے جدا چلے مگر لین و ذوبان قسم دوم ہی میں رکھے اور یہی ہمیں مقصود تھا اُن اکابر اور اس فقیر کے بیان میں فرق یہ ہے کہ فقیر نے قسم اول میں تین حکم رکھے ، نفاد ، تکلس ، ترمد ۔ اور قسم دوم میں چار صعود کل یعنی عدم قرار اور سخونت و لین و ذوبان انھوں نے بالاتفاق قسم اول میں صرف تفریق رکھی اور قسم دوم میں مواقف و شرح نے لیے یہی چار کہ فقیر نے ذکر کیے مگر صعود کُل میں نفاد رکھا جسے فقیر نے قسم اول میں ذکر کیا اور دوران کو سیلان ہی میں لائے جس طرح فقیر نے اُن کے اتباع سے کیا اور شرح مقاصد نے اس قسم میں پانچ حکم لیے چار اس طور پر کہ مواقف میں تھے مگر انھوں نے لین و سیلان کو دو مختلف قسموں کے احکام رکھا اور انھوں نے دونوں کو ایک قسم کے دو حکم لیا اور دوران کو سیلان یعنی ذوبان سے جدا پانچواں حکم قرار دیا

عـہ دربارۂ ذوبان اس کا شاہد وُہ بھی ہے کہ انطاکی نے تذکرہ میں زیر لفظ معدن تقسیم معدنیات میں کہا ،

ان حفظت المادة بحیث یذوب فالمنطرقات[1] الخ فقد جعل الذوبان من باب حفظ المادة وما ھو الا بقاء الاجزاء جمیعا رطبھا ویابسھا ۱۲ منہ غفرلہ ۔ (م)

اگر مادہ محفوظ رہے اس طرح کہ پگھل جائے تو منطرقات الخ اس عبارت میں پگھلنے کو حفظ مادہ کے باب سے قرار دیا اور یہ اس وقت ہوگا جب سارے خشک و تر اجزاء باقی رہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] تذکرۃ اولی الالباب حرف المیم مصطفٰی البابی مصر ۱ /۳۰۰

مواقف وشرح میں ہے[عہ]:

(الحرارة فيها قوة مصعدة) اى محركة
الى فوق لانها تحدث فى محلها الخفة
المقتضية لذلك (فاذا اثرت[ف۱] فى جسم مركب
من اجزاء مختلفة باللطافة والكثافة
ينفعل اللطيف منه اسرع فيتبادر الى
الصعود الالطف فالالطف دون الكثيف
فيلزم منه تفريق المختلفات ثم[ف۲] الاجزاء
بعد تفرقها (تجتمع بالطبع) الى ما
يجانسها لان طبائعها تقتضى الحركة
الى امكنتها الطبيعية والانضمام الى
اصولها الكلية (فان الجنسية علة الضم)
كما اشتهر فى الالسنة (هذا اذا لم
يكن الالتئام بين بسائط ، ذلك
المركب شديدا) اما اذا اشتد
الالتحام وقوى التركيب فالنار
لاتفرقها فان كانت الاجزاء
اللطيفة والكثيفة متقاربة)
فى الكمية (كما فى الذهب افادته
الحرارة سيلانا) وذوبانا (وكلما
حاول الخفيف صعودا منعه الثقيل
فحدث تجاذب فيحدث دوران و
ان غلب اللطيف جدا فيصعد

(حرارت کے اندر صعود پیدا کرنے والی قوت ہوتی
ہے) یعنی ایسی قوت جو اُوپر کی جانب حرکت پیدا
کرتی ہے اس لیے کہ آگ اپنے محل میں خفت وسبکساری
پیدا کر دیتی ہے جو اُوپر جانے کی مقتضی ہوتی ہے (تو
جب یہ کسی ایسے جسم میں اثر انداز ہو جو لطافت و
کثافت میں اختلاف رکھنے والے اجزا سے مرکب
ہو تو اس جسم کا لطیف جز زیادہ جلد اثر پذیر ہو کر صعود
کی جانب بڑھے گا پہلے لطیف تر پھر جو لطیف تر ہو
مگر کثیف میں یہ اثر پذیری نہ ہوگی جس کی وجہ سے
ان مختلف اجزا کی تفریق اور جُدائی لازم آئیگی ۔
پھر یہ اجزا) باہمی جدائی کے بعد (طبعاً یکجا ہونگے)
لطیف اپنے ہم جنس کے ساتھ ، کثیف اپنے ہم جنس
کے ساتھ ۔ اس لیے کہ ان کی طبیعتیں ان کے مکان
طبعی کی سمت حرکت اور ان کے اصول کلیہ سے انضمام
اور ملاپ کی مقتضی ہوں گی (اس لیے کہ ہم جنس ہونا
ملاپ کی علت ہوتا ہے) جیسا کہ زبان زد ہے (یہ
اس وقت ہو سکے گا جب اُس مرکب کے بسیط اجزا
میں شدید اتصال وپیوستگی نہ ہو۔ اگر سخت اتصال
ہو اور ترکیب مضبوط ہو تو آگ ان اجزا کو جُدا
نہ کرسکے گی ۔ تو اگر لطیف وکثیف اجزا مقدار میں
قریب قریب ہوں جیسے سونے میں ہوتا ہے تو
حرارت اس میں بہاؤ اور پگھلاؤ پیدا کر دے گی

عہ قاضی بیضاوی نے بھی طوالع الانوار میں اسی کا اتباع کیا مگر نوع[ف۳] چہارم طلق والی کو مطلق ذکر نہ کیا ۱۲ منہ غفرلہ (م)

ویستصحب الکثیف لقلتہ کالنوشادر فانہ اذا اثرت فیہ الحرارۃ صعد بالکلیۃ (اولا) یغلب اللطیف بل الکثیف لکن لایکون غالبا جدا (فتفیدہ) الحرارۃ (تلیینا کما فی الحدید وان غلب الکثیف جدا لم یتأثر) بالحرارۃ فلا یذوب ولایلین (کالطلق) فانہ یحتاج فی تلیینہ الی حیل یتولاھا اصحاب الاکسیر من الاستعانۃ بما یزیدہ اشتعالا کالکبریت والزرنیخ ولذلك قیل من حل الطلق استغنی عن الخلق[1] ملخصاً

اور جب بھی ہلکا جز صعود چاہے گا بھاری جز اسے روک دے گا جس سے تجاذب اور باہمی کشاکش پیدا ہوگی تو دوران (چرخ ہونے اور گول ہونے) کی صفت رُونما ہوگی ۔ اور اگر لطیف جز زیادہ غالب ہوگا تو صعود پایا جائیگا اور کثیف کو بھی اس کے قلیل ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھ لے جائیگا جیسے نوشادر میں ہوتا ہے) اس لیے کہ اس میں جب آگ اثر کرتی ہے تو پُورا ہی اُوپر چلا جاتا ہے (یا لطیف غالب نہ ہوگا) بلکہ کثیف غالب ہوگا لیکن بہت زیادہ غالب نہ ہوگا (تو حرارت اس میں نرمی پیدا کردے گی جیسا کہ لوہے میں ہوتا ہے ۔ اور اگر کثیف بہت غالب ہو تو حرارت سے متاثر ہی نہ ہوگا) نہ پگھلے گا نہ نرم ہوگا (جیسے طلق یعنی ابرک) کہ اسے نرم کرنے کے لیے کچھ خاص تدبیریں کرنی پڑتی ہیں جو اکسیر بنانے والے عمل میں لاتے ہیں کہ ایسی چیز کی مدد لیتے ہیں جو اسے زیادہ شعلہ زن کردے جیسے کبریت اور زرنیخ کی مدد لیتے ہیں ۔ اسی لیے کہا جاتا ہے، جو طلق (ابرک) کی گرہ کھول لے وہ مخلوق سے بے نیاز ہوجاتا ہے ۔ (ت)

شرح عہ مقاصد میں ہے:

الخاصۃ الاولیۃ للحرارۃ احداث

حرارت کی پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ خفت

عہ بعینہٖ اسی طرح شرح تجرید میں ہے انہوں نے حرف بحرف علامہ کا اتباع کیا مگر طلق کے ساتھ ایک مثال نورہ اور بڑھائی۔

حیث قال وان کان غالبا جدا کما فی الطلق و النورۃ حدث مجرد سخونۃ واحتیج فی تلیینہ الی الاستعانۃ باعمال الخ

انہوں نے کہا اور اگر بہت غالب جیسے طلق اور نورہ میں تو صرف گرمی پیدا ہوسکے گی اور اس میں نرمی لانے کے لیے دُوسرے عملوں کی ضرورت ہوگی الخ (ت)

اقول ف یہ اضافہ غلط ہے نورہ میں ضرور لین آجاتا ہے کہ تکلیس کی غرض ہی یہ ہے کما مر ۱۲ منہ غفرلہ (م)

---

[1] شرح المواقف المقصد الاول فی الحرارۃ المطبعۃ السعادۃ مصر ۵/ ۱۷۱ تا ۱۷۴

الخفة والميل المصعد ثم يترتب على ذلك
باختلاف القوابل اٰثار مختلفة من الجمع
والتفريق والتبخير وغير ذلك وتحقيقه ان
ما يتاثر عن الحرارة ان كان بسيطا
استحال اولا فى الكيف ثم افضى به ذلك
الى انقلاب الجوهر، وان كان مركبا
فان لم يشتد التحام بسائطه ولا خفاء
فى ان الالطف اقبل للصعود لزم تفريق
الاجزاء المختلفة وتبعه انضمام كل
الى ما يشاكله بمقتضى الطبيعة وهو
معنى جمع المتشاكلات وان اشتد
فان كان اللطيف والكثيف قريبين من
الاعتدال حدثت من الحرارة القوية
حركة دورية لانه كلما مال اللطيف
الى التصعد جذبه الكثيف الى الانحدار
والا فان كان الغالب هو اللطيف يصعد
بالكلية كالنوشادر وان كان هو
الكثيف فان لم يكن غالبا جدا حدث
تسييل كما فى الرصاص او تليين كما
فى الحديد وان كان غالبا جدا كما فى
الطلق حدث مجرد سخونة واحتيج فى
تليينه الى الاستعانة باعمال اُخر[1] ملخصا

اور اوپر لے جانے والا میلان پیدا کرتی ہے پھر اثر
قبول کرنے والے اجسام کے اختلاف کے لحاظ سے جمع،
تفریق، تبخیر وغیرہ مختلف آثار اس پر مترتب ہوتے ہیں۔
اس کی تحقیق یہ ہے کہ حرارت سے متاثر ہونے والا جسم
اگر بسیط ہو تو پہلے اس کی کیفیت میں تغیر ہوگا پھر
یہ اسے جوہر کی تبدیلی تک پہنچائے گا ۔۔ اور اگر مرکب
ہو تو اگر اس کے بسیط اجزا کا باہمی اتصال شدید نہ ہو
۔۔ اور یہ بھی مخفی نہیں کہ جو جتنا زیادہ لطیف ہوتا ہے
اتنا ہی زیادہ وہ صعود قبول کرتا ہے ۔۔ تو مختلف
اجزا کی تفریق اور جُدائی لازم آئے گی اور اس کے
پیچھے ہر ایک کا بلحاظ اقتضائے طبیعت اپنے ہمشکل
کے ساتھ انضمام بھی ہوگا ۔۔ جمع متشاکلات اور
ہم شکلوں کی یکجائی کا یہی معنی ہے ۔۔ اور اگر اتصال شدید
ہو تو اگر لطیف وکثیف قریب بہ اعتدال ہوں تو قوی
حرارت سے حرکت دوریہ (گردش و چرخ والی حرکت)
پیدا ہوگی اس لیے کہ جب بھی لطیف اوپر چڑھنے کی طرف
مائل ہوگا کثیف اسے پستی کی طرف کھینچے گا ۔۔ ورنہ
اگر غالب لطیف ہو تو بالکلیہ صعود پا جائے گا اور اوپر
چلا جائیگا جیسے نوشادر ۔۔ اور اگر غالب کثیف ہو
تو اگر بہت غالب نہ ہو تو بہاؤ پیدا ہوگا جیسے رصاص
میں ہوتا ہے یا نرمی پیدا ہوگی جیسے لوہے میں نما
ہوتی ہے ۔۔ اور اگر بہت غالب ہو جیسے طلق
(ابرک) میں۔ تو محض گرمی پیدا ہو سکے گی اور اس میں نرمی لانے کے لیے دوسرے عملوں سے مدد لینے کی ضرورت ہوگی۔ (ت)

---

[1] شرح المقاصد المبحث الاول (بحث کیفیات محسوسہ) دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۱/ ۲۰۲

یہاں دو اختلاف باہم دونوں کتابوں میں ہوئے انھوں نے قسم دوم یعنی شدید الاستحکام کی چار نوعیں کی :

(۱) معتدل جس میں اجزائے لطیفہ وکثیفہ تقریباً برابر ہوں۔

(۲) لطیف بالغلبہ جس میں اجزائے لطیفہ بہت غالب ہوں۔

(۳) کثیف متقارب جس میں اجزائے کثیفہ غالب ہوں مگر نہ بشدّت۔

(۴) کثیف متفاحش جس میں کثیفہ بشدت غالب ہوں یہاں تک متفق ہیں مگر مواقف نے معتدل کا حکم سیلان رکھا اور دوران کو اُسی کا تابع کیا اور کثیف متقارب کا حکم صرف لین رکھا اور شرح مقاصد نے معتدل کا حکم فقط دوران لیا اور کثیف متقارب میں کہیں سیلان کہیں لین لیا۔

اقول صحیح[۱] یہ ہے کہ دوران نہیں مگر ایک حالت سیلان جیسا کہ مواقف نے کیا اور سیلان[۲] نوع اول سے ہرگز خاص نہیں سوم میں بھی یقیناً ہے جیسا شرح مقاصد نے کہا۔ اور لین اگر بمعنے صلاحیت نرمی لیا جائے تو دونوں کو عام اور اگر بایں معنی ہو کہ صرف نار بلاحیلہ اس سے زیادہ عمل نہ کرے تو بے شک صرف نوع سوم سے خاص جیسا دونوں نے کیا بلکہ اس کے بھی بعض افراد سے جیسا شرح مقاصد نے کہا اور پانچ اختلاف بیان فقیر کو ان بیانات اکابر سے ہوئے :

(۱) فقیر نے قسم اول یعنی ضعیف الترکیب میں تین حکم رکھے نفاد، تکلس، ترمّد۔ انہوں نے صرف ایک حکم لیا تفریق۔ یہ کوئی اختلاف نہیں کہ تینوں حکم اسی تفریق کی شکلیں ہیں۔

(۲) فقیر نے نفاد قسم اول میں رکھا اور وہ بیشک اُس میں ہے جس پر کبریت شاہد اور کبریت کا ضعیف الترکیب ہونا خود انھیں کتب سے ظاہر۔ شرح مواقف میں مباحث مشرقیہ امام رازی سے ہے :

الاجسام المعدنیة اما قویة الترکیب وح اما انیکون منطرقا وھو الاجساد السبعة او غیر منطرق اما لغایة رطوبته کالزیبق اولغایة یبوسته کالیاقوت و نظائرہ، واما ضعیفة الترکیب فاما ان تنحل بالرطوبة وھو الذی یکون ملحی الجوھر کالزاج	معدنی اجسام یا تو قوی الترکیب ہوتے ہیں ــــ اور اس وقت یا تو منطرق ہوتے ہیں ــ یہ اجسام سبعہ ہیں ــ یا منطرق نہیں ہوتے ــ غایت رطوبت کی وجہ سے جیسے پارہ یا غایت یبوست کی وجہ سے جیسے یاقوت اور اس کے نظائر ــــ یا ضعیف الترکیب ہوتے ہیں پھر یا تو رطوبت کی

عـــہ پانچ گنائے ہیں اُن میں پہلا حقیقۃً اختلاف نہیں چار رہے ان میں چوتھا دو ہو کر پھر پانچ ہو گئے ۱۲ منہ غفرلہ (م)

9/9

والنوشادر والشب اولا تنحل وهو الذی یکون دھنی الترکیب کالکبریت والزرنیخ۔[1] (اور جو پانی کی وجہ سے گھل جاتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو نمک کا جوہر رکھتے ہیں جیسے زاج، نوشادر اور شب ـــــ یا گھلتے نہیں ـــــ یہ وہ ہیں جو دُہنی (روغن والی) ترکیب رکھتے ہیں جیسے کبریت اور زرنیخ۔ (ت)

شرح مقاصد میں ہے:

الذائب المشتعل ھو الجسم الذی فیہ رطوبۃ دھنیۃ مع یبوسۃ غیر مستحکم المزاج ولذلک تقوی النار علی تفریق رطبہ عن یابسہ وھو الاشتعال وذلک کالکبریت والزرنیخ۔[2]

شعلہ زن پگھلنے والا وہ جسم ہوتا ہے جس میں یبوست کے ساتھ دُہنی رطوبت ہو مستحکم المزاج نہ ہو اسی لئے آگ اس کے رطب کو یابس سے جُدا کرنے کی قوت رکھتی ہے اور یہی اشتعال ہے اس کی مثال کبریت اور زرنیخ ہے۔ (ت)

اُنھوں نے قسم دوم میں صعود بالکلیہ رکھا اور وہ فی نفسہٖ حق تھا وہ وہی ہے کہ بیان فقیر میں عدم قرار علی النار سے تعبیر اور سیماب سے ممثل ہوا مگر ان اکابر نے نوشادر سے ممثل کیا جس سے ظاہر کہ صورت نفاد بھی اسی میں لیتے ہیں کہ نوشادر میں یہی واقع ہے۔

اقول اولاً استحکام ترکیب کے منافی کہ جب گرہ نہ کھلے گی جسم نفاد نہ پائے گا۔

ثانیاً نوشادر ہرگز قوی الترکیب نہیں پھر اُسے اس قسم میں شمار فرمانا صریح سہو ہے اُس کا ضعیف الترکیب ہونا ابھی شرح مواقف سے بحوالہ امام رازی گزرا۔ اہلِ فن تصریح کرتے ہیں کہ وہ چار معدنیات غیر کامل الصورۃ سے ہے کہ زاجات واملاح ونوشادرات وشبوب ہیں۔ تذکرہ داؤد میں زیر شب ہے:

قال اھل التحقیق المولدات التی لم تکمل صورھا من المعدنیات اربعۃ اشیاء شبوب واملاح ونوشادرات وزاجات۔[3]

اہلِ تحقیق کا قول ہے کہ وہ مولّدات جن کی صورتیں کامل نہ ہُوئیں معدنیات میں سے چار چیزیں ہیں، شب، ملح، نوشادر، زاج۔ (ت)

ع: اصفہانی نے شرح طوالع الانوار میں نفط کی مثال دی یہ بھی اُسی نفاد کی طرف گئی ۱۲ منہ غفرلہ۔ (م)

---

[1] شرح مواقف الفصل الثانی فیما لانفس لہ من المرکبات المطبعۃ السعادۃ مصر ۷/۱۷۳

[2] شرح المقاصد المبحث الاول المعدنی دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۱/۳۲۴

[3] تذکرہ داؤد انطاکی (حرف الشین) شب کے تحت مصطفی البابی مصر ۱/۲۰۹

(۳) فقیر نے اس قسم دوم کی تین قسمیں کیں،

(i) شدید الاستحکام متفاحش رطب یہ سیماب ہے اور ان کی انواع اربعہ سے نوع دوم لطیف بالغلبہ۔

(ii) متفاحش یابس جیسے یاقوت وغیرہ یہ ان کی انواع سے نوع چہارم ہے۔

(iii) شدید الاستحکام متقارب یہ اُن کی نوع اوّل وسوم ہیں اور یونہی چاہئے[ف۱] تھا کہ اقسام بحسب احکام ہیں مواقف نے سیلان معتدل سے خاص جانا اور لین کثیف متقارب سے اور شرح مقاصد نے دوران معتدل سے خاص جانا اور سیلان ولین کثیف متقارب سے لہذا اُنھیں دو جدا قسمیں کرنی ہوئیں اور[ف۲] حق یہ کہ تخصیصات نہیں لہذا فقیر نے ان کو ایک ہی نوع کیا ہاں اگر ثابت ہو کہ بعض چیزیں صرف نرم ہوتی ہیں بہتیں نہیں تو البتہ لین و ذوبان کے لیے دو نوعیں کرنی ہوں گی مگر وہ ثابت نہیں۔

(۴) فقیر نے اول کا حکم عدم قرار علی النار رکھا اُنھوں نے صعود کل کہا دوم کا اُن کی طرح سخونت سوم میں لین و ذوبان و دوران جمع کیے یہ مقاصد کے یُوں موافق ہوا کہ اُس کی وہ دونوں نوعیں اسی میں آگئیں اور یوں مخالف کہ دوران کو سیلان ہی کی فرع ٹھہرایا نہ کہ حکم مستقل اور مواقف کے یوں موافق ہوا کہ دوران وسیلان جدا حکم نہ ٹھہرائے اور یُوں مخالف کہ انھوں نے اس میں صرف لین رکھا۔

(۵) دونوں کتابوں نے اجزائے خفیفہ وثقیلہ کے تجاذب کو علت دوران رکھا اور فقیر نے اسی کو نفس سیلان کی علت رکھا تھا اور ان کے مطالعہ کے بعد کہ دوران بڑھایا اُس کی علت میں اس پر تکافی قوتین کا اضافہ کیا متامل[ف] پر روشن کہ یہی اظہر واز ہر ہے اور باقی احکام میں صحت بحمداللہ تعالٰی احکام فقیر کی طرف اوپر بیان ہوچکی۔

وللّٰہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ؛	اور خدا ہی کے لیے حمد ہے کثیر پاکیزہ برکت والی حمد،
والصلٰوۃ والسلام علی المولی الکریم	اور درود وسلام ہو کرم والے آقا اور ان کی آل،
واٰلہ وصحبہ وذویہ ؛	اصحاب اور ان کے سارے لوگوں پر۔ (ت)

بحمدہ تعالٰی ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ انطباع بالنار اور لین و ذوبان کہ آثار نار میں شمار ہوتے ہیں خود ہی صرف منطرقات میں ہوتے ہیں نہ یہ کہ ہوئے اور میں بھی ہیں اور ہم نے منطرقات، کی تخصیص کرلی۔

نکتہ رابعہ (ان آثار میں کیا کیا طبیعت زمین کے مخالف ہے) بحمدہ عزوجل ہمارے بیان سے روشن ہوا کہ ان اجسام میں باعتبار آثار نار جسم کی چھ حالتیں ہیں، تین ضعیف الترکیب میں نفاذ، تکلس، ترمد۔ تین قوی الترکیب میں امتناع، لین و ذوبان۔

اقول ان میں امتناع تو ظاہر ہے کہ طبیعت ارضیہ کے کچھ منافی نہیں بلکہ اُس کا مشہور خاصہ ہے یونہی تکلس بھی کہ اُس جسم میں ہوتا ہے جس میں اجزائے ارضیہ بکثرت اور رطوبات قبہت کم ہیں اور[ف۳] اعتبار

غالب ہی کا ہے تو وہ جسم جنس ارض ہی سے ہے خانیہ وظہیریہ وخزانۃ المفتین وحلیہ وجامع الرموز و مراقی الفلاح و درمختار و ہندیہ میں ہے :

التراب اذا خالطه ماليس من اجزاء الارض يعتبر فيه الغلبة[1] اھ ونظم الدر لو الغلبة لتراب جاز والا لا خانية ومنه علم حكم التساوي[2]۔

مٹی میں جب ایسی چیز مل جائے جو جنسِ ارض سے نہ ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہوگا اھ ۔ اور درمختار کی عبارت یہ ہے ، اگر غلبہ مٹی کا ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں ۔ اور اسی سے اس صورت کا بھی حکم معلوم ہوگیا جس میں دونوں برابر برابر ہوں ۔ (ت)

اسی طرح نفاذ بھی منافی نہیں کہ یہاں نفاد یا انتفا بایں معنی نہیں کہ شے صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جائے بلکہ استحالہ جیسے پانی بھاپ ہو کر اُڑ جاتا ہے فنا ہوگیا یعنی برتن خالی کر گیا اب اس میں کچھ نہ رہا یا پانی پانی نہ رہا بخارات ہوگیا اور معلوم[الف] ہے کہ استحالہ چاروں عنصروں پر وارد ہوتا ہے خواہ بلا واسطہ جیسے مجاور کی طرف کہ اجزائے ارضیہ پانی ہو جائیں پانی ہوا ہوا آگ یا بالعکس یا ایک واسطہ سے جیسے ارضیہ ہوا ، مائیہ آگ اور بالعکس پہلے میں پانی کی وساطت دوسرے میں ہوا کی یا دو واسطے سے جیسے ارضیہ آگ اور بالعکس بوساطت آب و ہوا تو صورتیں بارہ[۱۲] ہیں کما فی شروح المقاصد والمواقف والتجريد للتفتازاني والسيد والقوشجي (جیسا کہ علامہ تفتازانی کی شرح مقاصد، سید شریف کی شرح مواقف اور قوشجی کی شرح تجرید میں ہے ۔ ت) ہر عنصر کے لیے تین جن میں ارض بھی داخل بلکہ[ب] اجزائے ارضیہ بلا واسطہ بھی آگ ہو جاتے ہیں

وهو قضية ما في المواقف وغيرها ينقلب كل الى الأخر بعضها بلا واسطة وهو كل عنصر يشارك أخر في كيفية ويخالفه في كيفية[3] اھ ملخصاً فان الارض مع النار كذلك ۔

یہی مواقف وغیرہ کی عبارت ذیل کا مقتضیٰ ہے : "ہر عنصر دوسرے سے بدل جاتا ہے بعض کی تبدیلی بلا واسطہ ہوتی ہے اور یہ ہر وہ عنصر ہوتا ہے جو ایک کیفیت میں دوسرے عنصر کا شریک ہو اور دوسری کیفیت میں اس کے مخالف ہو" اھ اور نار کے ساتھ ارض کا حال یہی ہے ۔ ت) (یبوست میں دونوں شریک ہیں اور حرارت و برودت میں باہم مختلف ۱۲ م ۔ الف)

---

[1] فتاویٰ قاضیخان فصل فیما یجوز بہ التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۹

[2] الدر المختار مع الشامی باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۷۷

[3] شرح المواقف المقصد الحادی عشر من القسم الثالث مطبعۃ السعادۃ مصر ۷/ ۵۶-۱۵۵

ابن سینا نے اشارات میں یبوستِ نار پر دلیل قائم کی کہ انھا اذا خمدت وفارقتھا سخونتھا تکون منہا اجسام صلبۃ ارضیۃ یقذف فیہا السحاب الصاعق[1] (وہ جب بجھ جائے اور اس سے اس کی گرمی جدا ہو جائے تو اس سے ٹھوس اجسامِ ارضیہ بن جاتے ہیں جنھیں سحاب صاعق گراتا ہے۔ت) اور یہ مشاہدہ ہے چند سال ہوئے ضلع علیگڑھ میں ایک صاعقہ گرنا مسموع ہوا والعیاذ باللہ تعالٰی جس میں سخت کڑک تھی سرد ہونے پر دیکھا تو لوہا تھا۔ جب آگ بلاواسطہ خاک ہو جاتی ہے خاک بلاواسطہ آگ کیوں نہ ہوگی لاجرم حسین میبذی نے کہا،

صرحوا ان النار القویۃ تحیل الاجزاء الارضیۃ نارا[2]۔ لوگوں نے تصریح کی ہے کہ طاقتور آگ زمینی اجزاء کو آگ سے تبدیل کردیتی ہے۔ (ت)

یوں بلاواسطہ آٹھ استحالے ہوئے زمین برودت جاکر آگ یبوست جاکر پانی پانی رطوبت جاکر زمین برودت جاکر ہوا ہوا حرارت جاکر پانی رطوبت جاکر آگ آگ یبوست جاکر ہوا حرارت جاکر زمین ۔ فلاسفہ بیچ کے چھ مانتے ہیں اول و آخر کے دو نہ ماننا تحکم ہے تو یہ ارض کے لیے چوتھی صورت ہوئی کہ ابتداءً آگ ہو جائے ہاں نہ رطوباتِ کثیرہ جزء ارض ہوتی ہیں جن پر ترمد موقوف نہ دہنیت ماسکہ جس پر لین و ذوبان تو چھ میں یہی تین منافی ارضیت ہوئے۔

وبعبارۃ اخری ان میں آثارِ نار پانچ ہیں کہ یا[1] کل جسم صاعد ہو جائے گا جو ہر دو قسم کی پہلی صورت کو شامل یا[2] بعض قلیل یا[3] بعض کثیر یا[4] اصلاً نہیں اور متحجر رہے گا کہ ضربِ مطرقہ سے بکھر جائے یا[5] منطبع کہ اس کی ضرب سے متفرق نہ ہو اور بڑھے پھیلے اول منافی ارضیت نہیں کہ اجزاءِ ارضیہ آگ ہو کر سب صاعد ہو جائیں گے نہ دوم کہ بعض قلیل پر اشتمال ارضیت سے خارج نہیں کرتا نہ چہارم کہ یہ خود شانِ ارض ہے۔ ہاں سوم و پنجم کہ ترمد و انطباع ہیں منافی ارض ہیں ولہذا علمائے کرام نے یہی اوصاف لیے جن کے ثبوت سے جنسِ ارض کا انتفا ہو اور انتفا سے ثبوت ہو فللّٰہ درھم ما ادق نظرھم (تو خدا ہی کے لیے ان کی خوبی ہے۔ ان کی نظر کیا ہی دقیق ہے۔ ت) اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ ترمد جو منافی ارضیت ہے یہی بمعنے اوسط ہے نہ بمعنے اول شامل تکلیس کہ جنسِ ارض میں بھی حاصل یونہی احتراق کہ منافی ارضیت ہے یہی بمعنے ترمد ہے ورنہ بمعنی سوخت و تکلس و نفاد خود ارض میں موجود۔

---

[1] شرح اشارات تنبیہ فالجسم البالغ فی الحرارۃ بطبعہ ہو النار مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ص ۶۹

[2] المیبذی (فصل بسائط العنصریہ) انقلاب العناصر مطبع انوار محمدی لکھنؤ ص ۲۲۴

كذلك ينبغي التحقيق ؛ ولله الحمد على حسن التوفيق ؛ وافضل صلاة و اكمل سلام على النبي الرفيق ؛ وأله وصحبه اساطين الدين وارا كين التصديق ؛

یوں ہی تحقیق ہونی چاہئے اور حسنِ توفیق پر حمد خدا ہی کی ہے اور بہتر درود ، کامل تر سلام ہو نرمی والے نبی اور ان کی آل واصحاب پر جو دین کے ستون اور تصدیق کے ارکان ہیں ۔ (ت)

حلِ اشکالات وتطبیقِ عبارات — اشکالوں کا اٹھانا اور عبارتوں کا متفق کر دکھانا۔

بحمدہ تعالٰی ہمارے ان بیانات سے الفاظِ خمسہ کے معانی مقصودہ اور ان کی نسبتیں ظاہر ہوگئیں کہ احتراق[1] عین ترمّد ہے اور ترمّد بمعنے اوسط[2] اور لین وانطباع و ذوبان سب کا حاصل انطراق صلاحیت لین[3] انطباع متلازم فی الوجود ہیں اور ان کے مشتق[4] متساوی فی الصدق اور صلوح[5] ذوبان بھی ظاہراً[6] ان دونوں کا لازم وملزوم اور ان کا اُس سے مطلقاً عموم بھی ایک احتمال غیر معلوم ۔ اب بارہ[12] عبارات اعنی باستثنائے دو[2] پیشین اول مورد ایراد اور دوم باطل ہے سب کا حاصل دو[2] وصفوں کا اعتبار ہوا[1] ترمّد و انطراق پانچوں وصف انھیں دو[2] کی طرف راجع ہوگئے اور بفضلہٖ تعالٰی اتنے فائدے ظاہر ہوئے :

(۱) انطباع کی لین سے تفسیر کہ دُرر نے کی صحیح اور تفسیر بالمساوی ہے ۔

(۲) تقطیع ولین سے اُس کی تفسیر کہ منح نے کی اس کے خلاف نہیں ، صرف اصل مفہوم انطباع یعنی قابلیت عمل کا اُس میں اظہار فرمادیا ہے ونعما فعل (اور کیا ہی اچھا کیا ۔ ت)

(۳) یلین وینطبع خواہ ینطبع ویلین ہر ایک میں ایضاح کے لیے جمع متساویین ہے اُن میں اتحاد مصداق باطل نہ جمع میں ایہام غلط نہ کوئی لغویت نہ تفسیر بالاخفٰی ۔

(۴) اظہر تساوی انطباع و ذوبان ہے تو بدستور یذوب وینطبع خواہ ینطبع ویذوب ایک ہی بات ہے اور اجتماع مثل جمع ولین وانطباع البتہ اگر عموم انطباع ثابت ہو تو عبارات نہم و دہم ویازدہم نیز عبارات شمس الائمہ وظہیریہ وخانیہ وخزانۃ المفتین میں جمع ذوبان وانطباع یا ذوبان ولین ضرور موہم غلط ہوگا کہ اب جنسیت ارض وجود ذوبان پر موقوف رہے گی حالانکہ مجرد انطباع سے حاصل لاجرم واو بمعنی اَو لینا ہوگا اور ذکر ذوبان ضائع ۔ ان اکابر سے اس کا صدور ہمارے اُس استظہار کی صحت پر دلیل ہے کہ ذوبان بھی ملازم انطباع ہے ۔

(۵) عبارت ششم میں ایک طرف اضافۃً انطباع دوسری طرف ترک کا حاصل ایک ہی ایضاحاً بڑھایا اور ایجازاً کم کیا ۔

(۶) یوں ہی عبارت سیزدہم میں ترک وذکرلین۔

(۷) ینطبع ویلین میں نفع ایضاح مراد ہے کہ لفظ انطباع قلیل السماع اور یلین وینطبع میں ازاحت وہم ہے کہ توہم لین بمعنے عام کا اندفاع۔

(۸) یوں ہی ذوبان وانطباع کی تقدیم وتاخیر میں۔

(۹) عبارت یازدہم میں خوبی یہ رہے گی کہ قسم دوم میں نار کے دونوں اثر اصل لے لیے اگرچہ ذکرلین کافی تھا۔

(۱۰) سوم وچہارم وچہاردہم میں نفع ایجاز ہے کہ ملزومات ثلثۃ انطراق سے صرف ایک لیا کہ دلالت علی المقصود پر بس تھا باقیوں کا مسلک ایضاح کے لیے اطناب۔

(۱۱) عبارت عنایہ میں برخلاف کُل او مساحت ہے یا الف زیادت ناسخ یا او تخییر فی التعبیر کے لیے یعنی ینطبع کہو یا یلین حاصل ایک ہے۔

(۱۲) غرر میں بعد وھو لفظ ما بڑھنا چاہیے اور دُرر میں پہلا او گھٹنا کہ وہ جنس کی تفسیر ہوجائے اور یہ غیر جنس کا بیان واللہ تعالٰی اعلم۔

نقوض جمع کا دفع (۱۳) کبریت وزرنیخ منطرق نہیں تو منطبع کہاں۔

(۱۴) یہاں تردد بمعنے اوسط ہے اور رماد حجر بمعنی اول لاجرم قول درمختار الاس ماد حجر[1] (مگر پتھر کی راکھ۔ ت) پر علامہ طحطاوی نے فرمایا، کالجص عــہ (جیسے گچ۔ ت)[2] علامہ شامی نے فرمایا، کجص

عــہ اقول فیہ ان الجص ھو الحجر نفسہ لا رمادہ وانما رمادہ الکلس و یردہ ایضا علی جمع الشامی بینھما و الجواب انہ قد یطلق الجص علی الکلس تجوزا کما فی الحلیۃ عن النصاب الحجر طبخ حتی صار جصا فتیمم جاز وعلیہ الفتوی اھ فالکلس فی ش عطف تفسیر ۱۲ منہ غفرلہ۔ (م)

اقول (میں کہتا ہوں) اس پر یہ اعتراض ہے کہ جص خود پتھر ہی ہے پتھر کی راکھ نہیں۔ راکھ تو کلس (چُونا) ہے۔ مثال میں علامہ شامی کے جص اور کلس دونوں جمع کرنے پر بھی یہ اعتراض ہوگا۔ اور جواب یہ ہے کہ کلس (چُونا) کو کبھی مجازاً جص (گچ) کہہ دیا جاتا ہے جیسا کہ حلیہ میں نصاب کے حوالہ سے ہے پتھر اتنا پکایا گیا کہ جص (یعنی چُونا) ہوگیا پھر اس سے تیمم کیا تو جائز ہے اور اسی پر فتوٰی ہے اھ۔ تو شامی میں لفظ کلس عطف تفسیری ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] درمختار باب التیمم ۱/۴۲ [2] الطحطاوی علی الدرالمختار ۱/۱۲۸

وکلس[1] (جیسے گچ اور چُونا۔ ت) یوں ہی حجر ترکستان و نورہ و مردار سنگ مدنی۔

(۱۵) یہاں مراد لین انطراق ہے اور وُہ نہ جبس و مکلس میں نہ کبریت و زرنیخ میں۔

(۱۶) یوں ہی کبریت و زرنیخ میں ذوبان انحلال ہے نہ ذوبان تعقد و انطراق کہ یہاں مراد۔

(۱۷) ان میں اور جبس و حجر فتیلہ و سنگ بحیرہ و حجر خزامی اور ریل کے کوئلے اور ارض محترقہ میں احتراق ہو ترمّد نہیں جو یہاں مراد۔

نقوض منع کا دفع۔ اقول بحمداللہ تعالٰی وہ بہت سہل ہے ہر تعریف میں جنس ملحوظ ہوتی ہے علمائے کرام نے بوجہ وضوح و نیز تصریحات باب یہاں اُس کا ذکر مطوی فرمایا جیسا کہ اکثر اُن کی عاداتِ کریمہ سے معہود لہذا نظر ظاہر میں نقوض نظر آتے ہیں اور حقیقۃً کچھ نہیں وُہ جنس جسم ثقیل یابس الاصل بے مائیت یا قلیل المائیۃ ہے اس سے:

(۱) پانی عرق عطر ماء الجبن شیر سپتا گھی تیل گاز اور ان کے امثال کا خروج ظاہر۔

(۲) یونہی شکر کا قوام جما ہُوا گھی وہ کیچڑ جس پر پانی غالب ہے اولا پالا کُل کا برف۔

(۳) یونہی پارے کا مغلوب المائیۃ ہونا ظاہر گویا وُہ پانی ہے کہ پُورا جما بھی نہیں۔

(۴) سانبھر پانی سے بنتی ہے۔

(۵) یُوں ہی ہر قسم زاج انوار الاسرار میں ابن سینا سے ہے:

الزاجات جواھر تقبل الحل وقد کانت سیالۃ فانعقدت[2] — زاجات ایسے جواہر جو حل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں پہلے سیال تھے پھر گرہ پکڑ لی۔ (ت)

(۶) اگر زاج بمعنی شب یعنی پھٹکڑی لو تو وہ بھی مائیت منعقدہ ہے۔

(۷) رال اور کافور دونوں گوندہیں اور گوند درخت کی رطوبت کہ جم جاتی ہے۔

(۸) رماد معنی دوم وسوم پر اُس جسم کے جلے ہُوئے اجزا ہیں جو اجزائے کثیرہ رطبہ پر مشتمل تھا، تو بحمدہ تعالٰی سب جنس سے خارج لہذا جنسِ ارض سے خارج تو جنسِ ارض کی تعریف میں اصح و اوضح و جامع و مانع **عبارت پانزدہم عبارت رضویہ** ہے وہ ثقیل[ع] یابس الاصل کہ نہ کثیر المائیۃ ہو نہ آگ سے منطرق۔ عدم ترمد خود

ع ثقیل سے نار خارج ہوتی کہ طالب محیط ہے ورنہ باقی اوصاف اس پر صادق تھے یابس الاصل سے پانی خارج ہوا اور دونوں سے ہُوا کہ نہ طالب مرکز ہے نہ خشک۔ باقی فوائد مباحث سابقہ سے ظاہر ہیں ۱۲ منہ غفرلہ (م)

[1] ردالمحتار باب التیمم دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۶۰

[2] انوار الاسرار

جنس میں آ گیا کہ علمت (جیسا کہ معلوم ہوا۔ ت) تو اصح تعریفات تعریف جلابی تھی اگر کل جزء منہ کی جگہ یہ جنس ہوتی۔

هكذا ينبغى التحقيق، والله سبحنه ولى التوفيق، وصلى الله تعالٰى على السيد الكريم الرحيم الرفيق، وأله وصحبه هداة الطريق، أمين۔

اسی طرح تحقیق ہونی چاہیے، اور اللہ سبحانہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے اور خدائے تعالٰی رحمت نازل فرمائے رحم وکرم اور نرمی والے آقا اور ان کی آل واصحاب پر جو راہِ حق کے ہادی ہیں۔ الٰہی قبول فرما۔ (ت)